عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۲ | یکم تا ۷/ ذیقعدہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶/ دسمبر تا یکم جنوری ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۳۱

قادیانی عقائد ایک نظر میں

انکارِ حدیث کا پس منظر

سلطان العلماء

عزت اور ذلت

Email: editorkn@yahoo.com Website: http://www.khatme-nubuwwat.org http://www.khatm-e-nubuwwat.com

احرام کھولنے کا طریقہ:

س:..... حج یا عمرہ کا جب احرام باندھتے ہیں تو جس طرح احرام باندھنے کی شرائط ہیں اسی طرح احرام کھولنے کی بھی شرائط ہیں۔ بال کٹوانا ہے تو بال کٹوانے کا طریقہ اور اصل مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

ج:..... احرام کھولنے کے لئے حلق (یعنی استرے سے سر کے بال صاف کردینا) افضل ہے اور قصر جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام کھولنے کے لئے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پورے کے برابر کاٹ دیئے جائیں، اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پورے سے کم ہوں تو استرے سے صاف کرنا ضروری ہے اس کے بغیر احرام نہیں کھلتا۔

ناپاکی کی حالت میں احرام کی نچلی چادر کا بدلنا:

س:..... مجھے اکثر عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور میں کراچی سے احرام باندھ کر جاتا ہوں۔ مگر ضعیفی کی وجہ سے مجھے پیشاب جلدی جلدی آتا ہے اور ہوائی جہاز کے چار گھنٹہ کے سفر میں تین مرتبہ غسل خانہ جانا پڑتا ہے۔ غسل خانہ اس قدر تنگ ہوتا ہے کہ احرام کا پاک رہنا قطعی ناممکن ہے۔ کیا اسی حالت میں عمرہ کھولوں یا نیچے کا احرام بدل سکتا ہوں؟ دوسری صورت کیا یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جدہ میں میری ایک بیٹی رہتی ہے اس کے ہاں ایک شب قیام کروں اور وہاں سے احرام باندھوں؟

ج:..... احرام تو سوار ہونے سے پہلے یا بعد میں باندھ لینا چاہئے۔ احرام کی نیچے والی چادر بدل لیا کریں۔

احرام کی حالت میں بال گریں تو کیا قربانی کی جائے؟

س:..... میرے سر اور داڑھی کے بال بہت زیادہ گرتے ہیں۔ سنا ہے کہ احرام کی حالت میں جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ حج کی صورت میں جبکہ میں معذور ہوں، مسئلہ واضح فرمائیں؟

ج:..... جتنے بال گریں اتنی قربانیاں دینے کا مسئلہ غلط ہے۔ البتہ وضو احتیاط سے کرنا چاہئے تاکہ بال نہ گریں اور اگر گر جائیں تو صدقہ کردینا کافی ہے۔

عمرہ کرنے کے بعد حج کے لئے احرام دھونا:

س:..... حج سے قبل تمتع کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا جائے گا۔ ۸/ ذی الحجہ کو اس احرام کو دھوکر باندھنا چاہئے یا بغیر دھوئے ہوئے استعمال کرلیں؟

ج:..... تمتع کا عمرہ کرنے کے بعد احرام کی چادروں کو دھونا ضروری نہیں۔ اگر وہ پاک ہوں تو انہی چادروں میں حج کا احرام باندھ سکتے ہیں۔

کیا ہر مرتبہ عمرہ کے لئے احرام دھونا پڑے گا؟

س:..... ہر مرتبہ عمرہ کرنے کے لئے احرام دھونا پڑے گا یا اسی احرام کو دوسری، تیسری مرتبہ پانچ دن تک بغیر دھلے استعمال کریں؟

ج:..... احرام کی چادروں کا ہر مرتبہ دھونا کوئی ضروری نہیں۔

طواف سے پہلے سعی کرنا:

س:..... حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کے لئے عورتوں کا دوائی وغیرہ کا استعمال کرنا ماہواری کو روکنے کے لئے آیا یہ عمل بغیر کراہت کے درست ہے یا نہیں؟

ج:..... کوئی حرج نہیں۔

س:..... دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے ایام خاص میں سعی کو مقدم (طواف پر) کرسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں کرسکتی تو کس طرح عمرے کو ادا کرے گی؟ آیا وہ تاخیر کرے گی حالت طہارت تک یا احرام کو اتار دے گی؟

ج:..... اس صورت میں سعی طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں، پاک ہونے کے بعد طواف و سعی کرکے احرام کھولے، اس وقت تک احرام میں رہے۔

طواف کے دوران ایذا رسانی:

س:..... دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

ج:..... طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت برا ہے۔

حجر اسود کے استلام کا طریقہ:

س:..... کچھ حاجی صاحبان طواف کا ایک چکر پورا ہونے پر حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے سات مرتبہ ہاتھ اٹھا کر اگلا چکر شروع کرتے ہیں، جس سے طواف میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ کیا ان کا یہ عمل درست ہے؟

ج:..... سات مرتبہ ہاتھ اٹھانا غلط ہے، ایک مرتبہ استلام کافی ہے۔

"استلام" (کا مطلب ہے) طواف شروع کرنے سے پہلے اور طواف کے ہر چکر کے بعد حجر اسود کو چومنا اور اگر حجر اسود کا چومنا دشوار ہو تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے اس کو چوم لینا۔

ختم نبوۃ

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود

جلد ۲۲ شمارہ ۳۱ — یکم تا ۷ ذیقعدہ ۱۴۲۳ھ مطابق ۲۶ دسمبر تا یکم جنوری ۲۰۰۳ء

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہ
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مولانا محمد اکرم طوفانی
مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

اداریہ 4
انکار حدیث کا تاریخی پس منظر 6
(حضرت مولانا محمد الیاس)
عزت اور ذلت 8
(حضرت مولانا اشرف علی تھانوی)
حواری رسول صلی اللہ علیہ وسلم 12
(احسن خدامی)
امام ابو حنیفہؒ اور مسئلہ قیاس 13
(مولانا محمد ابوبکر غازی پوری)
سلطان العلماء 16
(مولانا سلیم اللہ زکریا)
فرمودات طیب 19
(مولانا محمد فہد)
نئی بہاریں پی معلومات 20
(مولانا محمد فیاض خان سواتی)
قادیانی خلیفہ یا گرگٹ؟ 21
(مولانا اللہ وسایا)
قادیانی مضامین ایک نظر میں 23

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر علیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راہ
ناظم مالیات: حاجی عبداللطیف شاہو
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد ارشد، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۸ روپے، ششماہی: ۲۰۰ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ، ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-9، اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک لمیٹڈ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امتناع قادیانیت قوانین اور عاصمہ جہانگیر

گزشتہ دنوں انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی ایک سابق رہنما اور قادیانیوں کی بدنام زمانہ حمایتی عاصمہ جہانگیر نے ایک مقامی ٹی وی چینل کو انٹرویو دیتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف نافذ العمل قوانین کو امتیازی قرار دیتے ہوئے ان میں ترمیم کا مطالبہ کیا۔ عاصمہ جہانگیر اپنی قادیانیت نوازی کی بناء پر عوامی حلقوں میں بری طرح بدنام ہیں۔ انہوں نے توہین رسالت کے قانون اور امتناع قادیانیت قوانین ہی کے خلاف نہیں بلکہ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کے خلاف ہرزہ سرائی کو اپنا شعار بنایا ہوا ہے۔ موصوفہ کو انہی بنیادوں پر مختلف اسلام دشمن قوتوں کی جانب سے پذیرائی ملتی ہے۔ ان کے خیالات پاکستان کے مسلمانوں کی ترجمانی کرنے کے بجائے قادیانیوں' یہودیوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں۔ اس تناظر میں جب ہم عاصمہ جہانگیر کی جانب سے قادیانیوں کے خلاف قوانین کو امتیازی قرار دینے کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ واضح طور پر ان کے منہ میں قادیانی زبان کا اثر معلوم ہوتا ہے۔ موصوفہ خود تو اپنے بارے میں یہ واضح کرنا پسند نہیں کرتیں کہ وہ قادیانی ہیں یا مسلمان؟ جیسا کہ مذکورہ انٹرویو میں انہوں نے اپنے مذہب کو چھپایا لیکن ان کے شوہر کے بارے میں بعض ملکی اخبارات واضح طور پر یہ لکھ چکے ہیں کہ وہ قادیانی ہیں۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات از خود معلوم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے مذہب کے حوالے سے ان کا یہ کہنا کہ یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے' تمام رازوں سے پردہ اٹھا دیتا ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ وہ قادیانیوں کے خلاف قوانین کے خلاف مصروف عمل کیوں ہیں؟ اور انہیں کیوں تبدیل کرانا چاہتی ہیں؟

یہ بحث اپنی جگہ رہی' لیکن یہاں جو سب سے اہم بات ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں' وہ یہ ہے کہ امتناع قادیانیت قوانین قادیانیوں کو حق و انصاف دلانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں تاکہ کوئی شخص از خود قانون کو ہاتھ میں نہ لے بلکہ حق و انصاف کے حصول کے لئے قانون کا دروازہ کھٹکھٹائے اور ہر قسم کے غیر قانونی اقدام سے گریز کرے۔ یہ قوانین جس حد تک مسلمانوں کے حق میں مفید ہیں' اسی طرح قادیانیوں کے حق میں بھی مفید ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ قادیانیوں کو ہر قسم کے خوف سے نجات مل گئی' بہت سارے تحفظات انہیں حاصل ہو گئے۔ لیکن یہ قوانین قادیانیوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ انہوں نے ان قوانین کے نفاذ کے باوجود قانون شکنی کے وہ ریکارڈ توڑے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ اگر خدانخواستہ عاصمہ جہانگیر کی احمقانہ منطقوں کو مان کر امتناع قادیانیت قوانین میں ترمیم کر دی گئی تو قادیانی نہ صرف مسلمانوں بلکہ ملک میں بسنے والی تمام اقلیتوں کا جینا دوبھر کر دیں گے' جیسا کہ اب بھی چناب نگر اور بعض دیگر علاقوں میں انہوں نے کیا ہوا ہے۔ اس موقع پر ہم حکومت پاکستان سے یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ امتناع قادیانیت قوانین کے خلاف ہر قسم کی ہرزہ سرائی پر سرکاری طور پر پابندی عائد کرے اور سرکاری سطح پر ان قوانین میں ہر قسم کی تبدیلی کے امکان کو یکسر مسترد کر دے۔ اس کے ساتھ ساتھ عاصمہ جہانگیر کو بھی اپنی زبان پر قابو رکھنا چاہئے اور ملکی قوانین کا احترام کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ آئین اور قانون کا مذاق اڑانے کی ان کی روش انہیں ملک سے غداری کا مجرم نہ بنا دے۔ ایسی صورتحال میں ان کے بیرونی آقا اور پوری قادیانی لابی ان کے کسی کام نہیں آئے گی بلکہ انہیں اس جرم کی سزا بھگتنے کے لئے اکیلا چھوڑ دے گی۔

قصاص ودیت اور حدود آرڈی نینس کے خلاف ہرزہ سرائی

گزشتہ سطور میں آپ عاصمہ جہانگیر کے کرتوت ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اب آیئے کچھ ان کی بہن حنا جیلانی کے بارے میں بھی سنتے جایئے۔ موصوفہ اس

وقت انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی رہنما ہیں۔ان کی تنظیم اس وقت حدود آرڈی نینس‘ قصاص و دیت آرڈی نینس سمیت تمام اسلامی دفعات کے خلاف اپنی مذموم مہم میں مصروف ہے۔ان کے حامی بعض دیگر شہروں میں بھی اسی قسم کے غیر آئینی اور غیر قانونی کاموں میں مصروف ہیں۔پاکستانی میڈیا ان تمام اسلام اور ملک دشمن تنظیموں اور ان کی مذموم مہم کو مکمل کوریج دے رہا ہے۔ان تمام کوششوں کا اصل مقصد یہ ہے کہ ملک میں جو چند گنے چنے اسلامی قوانین نافذ ہیں‘انہیں یا تو یکسر ختم کردیا جائے یا اس حد تک مسخ کردیا جائے کہ ان پر عملدرآمد ناممکن ہوجائے۔پاکستان میں وقتاً فوقتاً ایک طے شدہ منصوبے کے تحت یہ واقعات جنم لیتے رہتے ہیں جن کی وجہ سے ملک کی اکثریتی آبادی تشویش میں مبتلا ہوجاتی ہے۔عاصمہ جہانگیر ہو یا حنا جیلانی‘ ہونا تو یہ چاہئے کہ انہیں ملک سے غداری کے جرم میں گرفتار کرکے سخت سے سخت سزا دی جائے۔لیکن اگر ہماری حکومت اتنی شجاعت کا مظاہرہ نہیں کرسکتی تو کم از کم انہیں ملک بدر تو کیا جاسکتا ہے۔انہیں انہی ممالک میں دھکیلا تو جاسکتا ہے جس کے ڈالروں‘ پونڈوں اور یوروکی چمک ان مغرب زدہ خواتین کو اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی پر اکساتی ہے۔ورنہ تیسرا اور آخری درجہ زباں بندی ہے‘یعنی ان دونوں خواتین پر اسلام اور ملک کے بارے میں ہر قسم کے منفی ریمارکس جاری کرنے پر پابندی لگادی جائے۔اور یہ ایمانی غیرت کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔

کہیں یہ قادیانی سازش تو نہیں؟

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف گزشتہ دنوں قاتلانہ حملے میں بال بال بچ گئے۔اس واقعہ کے فوری بعد مختلف سرکاری ایجنسیوں نے مختلف زاویوں سے اس واقعہ کی تفتیش شروع کردی ہوگی لیکن ایک بہت قوی امکان جس کی طرف شاید بہت کم لوگوں کا ذہن گیا ہوگا‘ وہ قادیانی عنصر کی سازش ہے۔قادیانیوں کے پاکستان کے مختلف سربراہان کی غیر فطری اموات میں ملوث ہونے کے ملکی اخبارات گواہ ہیں۔صدر مشرف نے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے گزشتہ سالوں میں قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر جس طرح واضح موقف اپنایا اور عقیدۂ ختم نبوت کو نہ ماننے والوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا‘ اس نے قادیانیوں کو یقیناً ان کے خلاف کردیا ہوگا اور وہ اس پر سخت برافروختہ ہوئے ہوں گے‘ جس کے نتیجہ میں جنرل مشرف کے خلاف قادیانیوں کا سازشیں کرنا بعید از قیاس نہیں۔اس لئے مختلف پہلوؤں سے اس قاتلانہ حملہ کی تفتیش کرنے والی ایجنسیوں سے بالعموم اور حکومت پاکستان سے بالخصوص ہماری درخواست ہے کہ وہ قادیانی عنصر کے اس واقعہ میں ملوث ہونے کے امکان کو بھی نظر میں رکھیں۔بہت ممکن ہے کہ ان پر سنسنی خیز انکشافات ہوں جو قادیانی سازشوں کے نت نئے پہلوؤں سے پردہ اٹھائیں۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایاجات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔جن حضرات کے نام بقایاجات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ”ختم نبوت“ کراچی بذریعہ منی آرڈر‘چیک یا ڈرافٹ ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ : خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

انکارِ حدیث کا پس منظر

حضرت مولانا محمد الیاسؒ

تاریخ کے اوراق شہادت دیتے ہیں کہ ۱۲۰۰ھ تک پوری دنیا میں مسلمانوں کا عروج رہا اور ہر میدان میں دنیا کی ہر قوم کے لئے ان کی قیادت مسلم رہی ہے۔ مگر ۱۲۰۰ھ کے آخر میں دنیا نے ایک نئی کروٹ لی اور یورپ میں صنعتی انقلاب نے دنیا کی آنکھیں اپنی طرف لگالیں' وہاں کے مذہبی گروہ نے اس انقلاب کا مقابلہ کرنا چاہا' اور سائنس کی نئی نئی اختراعات واکتشافات کو مذہب کی رو سے غلط ثابت کرنے کی مجنونانہ کوشش شروع کردی' چنانچہ دوربین کے موجد گلیلیو کو اس جرم کی پاداش میں سولی پر چڑھا دیا گیا کہ اس نے جادو سے ایک ایسی چیز بنالی ہے جو خلاف توقع چیز دکھلاتی ہے' یعنی دور کی چیز کو قریب اور چھوٹی چیز کو بڑا دکھانا ان کے نزدیک جادو قرار پایا' مگر جوں جوں یہ انقلاب ترقی کرتا گیا توں توں نئی نسل مذہب سے برگشتہ اور مخالف ہوتی چلی گئی' نتیجہ یہ کہ یورپ میں مذہب کو عملی زندگی سے خارج کردیا گیا' اس کی صداقت سے ہاتھ اٹھالئے گئے اور یورپ کی پوری قوم صنعتی انقلاب کے لئے دیوانہ وار سرپٹ دوڑ پڑی اور راستہ کے ہر حائل کو مٹاتی چلی گئی' اب یورپ کو اپنی مصنوعات کی کھپت کے لئے عالمی منڈیوں کی تلاش کرنا پڑی اور اس کے وفود مختلف ممالک میں اس غرض سے پھیل گئے۔

یہ تو تصویر کا ایک رخ تھا۔ اب مسلمان ممالک میں اسلامی جمہوریت ختم ہوکر شخصی حکومتیں اپنی تمام لازمی برائیوں کو پال رہی تھیں' امراء عیاش اور نکمے ہوچکے تھے' اور علماً حق کا ایک گروہ ہر جگہ حق گوئی کے جرم میں پٹ رہا تھا' عوام کی اکثریت مذہب کے عملی حصہ سے دستبردار' نظریاتی موشگافیوں میں باہم دست وگریبان تھی' اور اخلاقی آوارگی بادصرصر کے تھپیڑے بن کر جڑوں کو ہلا رہی تھی۔

غیر مسلم حکومتوں کا حال اس سے بھی بدتر تھا' یہ بھی بداعمالی وبداخلاقی کے قدرتی نتائج بد کے پنجہ میں پھنسی ہوئی' اپنی ہلاکت وبربادی یا محکومی وغلامی کے شب وروز کے انتظار میں تھیں' نتیجہ یہ ہوا کہ انگریز جہاں بھی گئے بادنیٰ مزاحمت کامیاب ہوتے گئے' اور تھوڑے عرصہ میں دنیا کی کئی حکومتوں کو تہہ وبالا کرکے ان پر قابض ہوگئے۔ فاتح قوم کے لئے مفتوح اقوام کو اپنے چنگل میں پھنسائے رکھنا سب سے اہم سوال ہوتا ہے۔ اس غرض سے انگریزوں نے مفتوح اقوام کا بہت ہی گہرا جائزہ لیا اور اپنے مقصد میں بہت حد تک وہ کامیاب بھی ہوئے۔

انہوں نے ہر قوم کا مزاج معلوم کیا اور اس کے مطابق اپنا لائحہ عمل مرتب کیا۔ اس مزاج دانی کے بارے میں کیا خوب کہا گیا ہے:

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم گر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

انہوں نے اس امر کو محسوس کیا کہ مسلمان کی ترقی ان کے مذہب سے والہانہ تعلق کے باعث تھی' اور آئندہ بھی جب کبھی وہ سرچشمہ حریت قرآن و حدیث کی طرف آئیں گے' تو یہ ہمارے لئے خطرات کا باعث بن سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس کی طرف توجہ کی اور بالآخر یورپ سے پادریوں کے غول کے غول مفتوحہ ممالک میں پہنچنے شروع ہوگئے' بس پھر کیا تھا' ہر ہر مقام پر اسلام اور مسیحیت پر مناظرہ ومباحثہ کا بازار گرم ہونے لگا' مگر نتیجہ یہ کہ پادری شکست کھاتے اور مسلمان علماً کے سامنے ان کی دال نہ گلتی۔ اس طرز عمل سے اہل یورپ کو یہ فائدہ تو ہوا کہ اپنے ملک میں پادریوں کی توتکار سے انہیں نجات ملی اور ان کے ہاتھ ایک دھندا دے کر ملک باہر کرکے اپنی مرضی سے قانون سازی کرتے رہے' مگر یہ مقصد پورا نہ ہوسکا کہ مسلمان اپنے مسلمات میں متردد ہوکر اسلام سے باغی ہوجائیں۔ اس غرض سے انہوں نے پادریوں کا محاذ بدلا' اور نیچ

اور ارذل اقوام کی طرف بحث واستدلال سے نہیں بلکہ علاج وپیسہ سے مسیحیت پھیلانے پر ان کو لگا دیا۔ چنانچہ افریقہ کے وحشیوں اور ہندوستان کے اچھوتوں کو ہدف بنایا اور یہ مصروف تبلیغ ہوگئے۔ مزید برآں عام مسلمانوں کے لئے انہوں نے ایک اور فتنہ کھڑا کر دیا' جسے فتنہ استشراق کہا جاسکتا ہے۔ ان لوگوں کا کام یہ تھا کہ وہ مسیحیت کی طرف سے دفاعی جنگ بالکل بند کر دیں اور اسلام کی طرف سے ہونے والے تمام لاینحل اعتراضات کا رخ نئے قالب و لباس میں ڈھال کر اسلام ہی سے اقدامی جنگ کا آغاز کردیں اور ساری کمزوریاں جو مسیحیت میں پائی جاتی ہیں' اسلام میں ثابت کرنے لگ جائیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس سلسلہ میں جو وسائل اختیار کئے' منجملہ ان کے ایک انکار حدیث بھی ہے۔

اسلام کا مسیحیت پر ایک بھاری اعتراض یہ تھا کہ جو کتب تمہارے دینی معتقدات واعمال کا مآخذ و بنیاد ہیں خود ان کی حیثیت محرف ومخترع سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ دنیائے عیسائیت علمی میدان میں اس سوال کے آگے شرمندہ ہے اور اس کے پاس اس حقیقت کو جھٹلانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ انہوں نے اس سوال کو چھپانے کے لئے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدوین وتاریخیت کو آڑ بنایا اور پوری قوت سے یہ شور مچادیا کہ خود احادیث معاذ اللہ محرف ومخترع ہیں۔ اور پھر مکاری وعیاری کی تمام انواع اس کوشش میں صرف کریں کہ احادیث کی تدوین نہ تو دور صحابہ کرامؓ میں ہوئی نہ دور تابعینؒ میں۔ یہ تو سارا غلغلہ امام شافعیؒ کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ لہٰذا دین کا ایک بڑا حصہ محض مخترعات پر قائم ہے اور صدیوں سے مسلمان اس محرف ومخترع دین کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ اس سے آگے قدم بڑھایا تو خود قرآن حکیم کی منسوخ آیات اور لغات مختلفہ کے مسئلہ کو آڑ بنا کر تحریف قرآن کا شور مچایا۔ چنانچہ جیفری مستشرق نے ''المصاحف لابی داؤد'' کے مقدمہ میں اپنی پوری قوت اس نظریہ پر صرف کردی ہے۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا مغربی تعلیم یافتہ طبقہ ان انکار باطلہ کا شکار ہونے لگا اور بدقسمتی سے ایک مستقل گروہ ان نظریات کی اشاعت میں سرگرم عمل ہوگیا۔ ہمارے ہاں انکار حدیث کی کچھ اور وجوہ بھی ہیں جن کی وجہ سے بعض لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے مگر اس کا تاریخی پس منظر وہی ہے جو گزشتہ سطور میں ذکر ہوا ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: حواری رسول

ٹوٹ پڑا اور انہوں نے شکستہ دل ہوکر عزلت گزینی اختیار کرلی۔ صدیق اکبرؓ کی خلافت کے دو تین سال انہوں نے نہایت خاموشی کے ساتھ گزارے' لیکن حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں ان کے خون نے جوش مارا اور وہ اپنے کم سن فرزند عبداللہؓ کو ساتھ لے کر شام پہنچ گئے' وہاں شام کی فیصلہ کن جنگ یرموک کے میدان میں لڑی جارہی تھی۔ حضرت زبیرؓ نے اس جنگ میں بے مثال جرأت کا مظاہرہ کیا۔

فتح شام کے بعد مجاہدین اسلام نے مصر پر حملہ کیا اور وہاں کے مشہور شہر فسطاط کا محاصرہ کرلیا۔ یہ قلعہ اپنے انتظامات کی وجہ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا' اس لئے فتح ہونے میں نہ آرہا تھا' ایک دن آپ کو سخت جوش آیا اور آپ سیڑھی لگا کر شمشیر بدست قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور ایک فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند کیا' پوری مسلمان فوج نے نعرے لگانے شروع کردیئے' عیسائی سراسیمہ ہوگئے۔ اسی اثنا میں حضرت زبیرؓ نے نیچے اتر کر دروازہ کھول دیا' اس طرح قلعہ فتح ہوگیا۔ حضرت زبیرؓ کا قد اتنا طویل تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوتے تو پاؤں زمین کو چھو جاتے' رنگ گندمی' بدن چھریرا' سر پر گھنے بال' داڑھی ہلکی تھی۔

حضرت زبیرؓ کا چمن اخلاق بھی رنگارنگ پھولوں سے آراستہ تھا' انفاق فی سبیل اللہ' زہد وتقویٰ' خشیت الٰہی' عبرت پذیری' ایثار اور امانت داری اس چمن کے سب سے خوش رنگ پھول تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری جنت میں زبیرؓ ہوگا۔ اللہ اللہ کیسی شان ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
ASJ
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
GOLD, SILVER, BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
SHOP: 85, KUNDAN STREET, SARAFA BAZAR.
MITHADER, KARACHI. PHONE: 7814873-7831133

عزت اور ذلت

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

علماً ترقی سے نہیں روکتے:

مسلمان ظاہراً بے سروسامان ہیں اور کفار کو بظاہر عزت اور غلبہ ہے تو بظاہر شبہ ہوتا ہے' اس کا میں نے جواب دیا تھا کہ اِمام ملک ہے' اور اس کے حاصل کرنے کی تدبیر اللہ کی اطاعت ہے۔ اسی پر کلام طویل ہوگیا تھا۔ ابھی اصل مقصد بیان نہیں ہوا لیکن مقصد کا تعین ہوگیا اور حاصل اس کے دو مضمون ہیں: اول تو یہ کہ عزت اور غلبے کی تحصیل میں غلطی کا عام ہونا' دوسرے یہ کہ اس کے حاصل کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ ان دونوں کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ یہ سب کہتے ہیں کہ عزت اور ترقی حاصل کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ہی علماً پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ علماً ترقی سے مانع ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ عزت حاصل کرنا چاہیے اور علماً اس کے مانع نہیں ہیں اور علماً کیسے مانع ہوتے' جس شے کو قرآن وحدیث ثابت کردیتے ہیں اس کو کون سا مولوی مٹانے والا ہے؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وللہ العزۃ ولرسولہ والمؤمنین۔"

ترجمہ: "اللہ ہی کے لئے ہے عزت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور مومنین کے لئے۔"

بھلا جس شخص کا اس آیت پر ایمان ہوگا وہ کیسے اس کی نفی کرے گا؟ پھر علماً پر الزام کیسا؟ بات یہ ہے کہ علماً کی پوری طرح سنتے تو ہیں نہیں' بے سوچے سمجھے ہانک دیا کہ علماً ترقی سے روکتے ہیں۔ صاحبو! علماً ترقی سے روکتے نہیں ہیں' علماً جو طالبان ترقی پر اعتراض کرتے ہیں تو وہ نفس ترقی کی طلب پر نہیں کرتے بلکہ اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ لوگ اس کو دوسرے طریقے سے حاصل کررہے ہیں۔

طریق یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی پشاور جانا چاہے اور ٹکٹ لے لے کلکتہ کا اور اس کو کوئی اس کی غلطی پر آگاہ کرے تو غلطی سے آگاہ کرنے والا پشاور جانے کا اور ریل میں سوار ہونے کا مخالف نہیں' بلکہ اس طریق کی مخالفت کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ پشاور کو دوسری گاڑی جائے گی۔ اس کا ٹکٹ لو وہ تم کو پشاور پہنچادے گی۔ یہ گاڑی پشاور نہیں پہنچائے گی۔ میرے ایک ہم وطن سہارنپور اسٹیشن سے میرٹھ جانے کے لئے لکھنو جانے والی گاڑی میں غلطی سے سوار ہوگئے۔ اتفاق سے میں بھی لکھنو جارہا تھا' میں روانگی کے وقت ان سے کوئی بات نہیں ہوئی' اس لئے کہ خیال ہوا کہ یہ تو گاڑی میں موجود ہیں' ان سے اطمینان سے بات کروں گا' جو لوگ مجھ کو پہنچانے آئے تھے ان سے باتیں کرتا رہا۔ جب ریل چل پڑی تب میں ان کی طرف متوجہ ہوا' میں نے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے؟ کہنے لگے کہ میرٹھ! میں نے کہا: ممکن ہے کہ آپ میرٹھ جائیں مگر یہ گاڑی میرٹھ نہ جائے گی' یہ تو روڑکی ہوتی ہوئی سیدھی لکھنو پہنچے گی۔ یہ سن کر تو بہت چکرائے۔ سردی کا موسم تھا' ان جنٹل مینوں کو بھی مرض ہے کہ کپڑا ساتھ نہیں لیتے اور رضائی اور روئی دار انگرکھا پہننے کو خلاف تہذیب سمجھتے ہیں' بیک بینی و دو گوش ہی سفر کرتے ہیں' ایسے ہی وہ بھی تھے۔ خیر روڑکی وہ اترے' پھر وہاں سے آخر شب میں میرٹھ پہنچے۔

دیکھئے! میں ان کے ریل میں سوار ہونے اور میرٹھ جانے کا مخالف نہیں تھا بلکہ گفتگو یہ تھی کہ آپ نے طریق کار میں غلطی کی۔ پس علماً کو اگر کہیں طالبان ترقی پر اعتراض کرتے ہوئے سنا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ترقی کے مخالف ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جس طریق سے آپ ترقی حاصل کرنا چاہتے ہیں اس کا طریقہ یہ نہیں ہے:

ترسم کہ نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ میروی بہ ترکستان است

ترجمہ: اے اعرابی! مجھے خوف ہے کہ تو کعبہ نہ پہنچ سکے گا' کیونکہ یہ راستہ جو تو طے کر رہا ہے یہ تو ترکستان کو جاتا ہے۔

مال واقتدار کیوں مطلوب ہے؟

طریقہ اس کا وہ ہے جو مولوی بتاتے ہیں اور مولوی کیا بتاتے ہیں؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بتایا ہے وہ اصل طریقہ ہے۔ مولوی بے چارے تو سرکاری حکم کی منادی کرنے والے ہیں۔ منادی کرنے والے سے اگر کوئی معارضہ اور مناظرہ کرے تو وہ یہی کہے گا کہ میں تو منادی کرنے والا ہوں' مجھ سے سوال وجواب نہ کرو۔

یہ ایسی مثال ہے جیسے چپراسی سمن لایا اور اس سے کوئی مباحثہ کرنے لگے تو ایسے شخص پر دو جرم ہوں گے' ایک تو تعمیل نہ کرنے کا' دوسرے سرکاری آدمی سے مقابلہ کرنے کا۔ پس یاد رکھو کہ یہ علماً سرکاری آدمی ہیں' ان سے بحث وجھگڑا سخت جرم ہے۔

غرض طریقہ ترقی کا وہ نہیں ہے جو آپ لوگوں نے اختیار کیا ہے' ترقی اور عزت حاصل کرنے کی ضرورت تو مسلم ہے لیکن طریق یہ نہیں ہے۔ اب میں اس کو بیان کرتا ہوں مگر اس کی تحقیق کے لئے اول یہ سمجھئے کہ عزت حاصل کرنے کے لئے غرض کیا ہے اور وہ کیوں ضروری ہے؟ سو لوگ تو ترقی اور عزت کے طالب ہیں کہ اس کی غرض محض بڑا بننا ہے مگر میں اس کی اصل وجہ بیان کرتا ہوں کہ اس کی کس لئے ضرورت ہے؟

اصل یہ ہے کہ عقلی طور پر انسان کو دو چیزوں کی ضرورت ہے: منافع کو حاصل کرنا اور مضرت (نقصان) سے بچنا۔ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس کی غایت صرف یہی ہوتی ہے کہ یا تو نفع کی تحصیل ہو یا مضرت کا دفع ہو مثلاً کھانا کھاتا ہے تاکہ بھوک کے ضرر سے بچے اور قوت کی منفعت حاصل ہو۔ دوا کرتا ہے تاکہ مرض دور ہو اور صحت حاصل ہو۔ غرض جو کچھ کرتا ہے یا تو فائدہ حاصل کرنے کے لئے یا نقصان سے بچنے کے لئے اور دوسرا قاعدہ عقلی یہ سمجھو کہ ضروری چیزوں کے طریقے بھی ضروری ہوتے ہیں۔ پس فائدہ حاصل کرنا اور نقصان سے بچنا جس طریقے سے حاصل ہو وہ بھی ضروری ٹھہرا۔ سو طریقہ اس کا یہ ہے مال وجاہ کا حاصل ہونا۔ مال تو اصل میں منافع کی تحصیل کا ذریعہ ہے اور جاہ اصل میں نقصان سے بچنے کے لئے ہے' گو کبھی کبھی جاہ سے خطرے میں بھی پڑنے کا احتمال ہے لیکن وہ بحیثیت جاہ ہونے کے خطرے کا سبب نہیں ہوتی' اس لئے کہ وہ خطرات سے بچانے والی چیز ہے' بلکہ بظاہر جاہ میں کی خطرے کا سامان کرتی ہے۔ مثلاً بعض بڑے لوگوں کے کچھ دشمن ہو گئے اور آزار پہنچایا تو یہ ایذا جاہ کے سبب نہیں ہوئی' جاہ کے محدود ہونے کی وجہ سے ہے' اگر غلبہ پورا ہوتا تو اس کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا تھا۔ اسی واسطے حق تعالیٰ کا کوئی کچھ نہیں کر سکتا' اس لئے کہ غلبہ اور عزت غیر محدود اور کامل درجے میں ہے لیکن تاہم جاہ ہی ایسی شے ہے جو بہت سے مصائب اور خطرات سے آدمی کو بچاتی ہے' مثلاً اب ہم اطمینان سے بیٹھے ہیں کہ کوئی ہم کو ذلیل نہیں کر سکتا' بیگار میں نہیں پکڑ سکتا تو اس کا سبب کیا ہے؟ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزت عطا فرمائی ہے بخلاف ان لوگوں کے جن کو عزت حاصل نہیں ہے۔ پولیس نے حکم دے دیا کہ دس چماروں کو بیگار میں پکڑ لاؤ' بے چارے چاروناچار آتے ہیں' پس جاہ اور عزت کی غرض مضرت سے بچنا ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ عزت اور مال دونوں مطلوب اور ممدوح یعنی قابل طلب اور پسندیدہ ہیں برے اور ناپسندیدہ نہیں۔

حب مال وحب اقتدار کا ناپسندیدہ درجہ:

جو مال و جاہ کی مذمت کرتے ہیں' ان کا عنوان تعبیری مختصر ہوتا ہے' مقصود مذمت کرنا حب مال اور حب جاہ کا ہے اور حب بھی وہ جو حق تعالیٰ کی محبت سے بڑھی ہوئی ہو کہ ان کی ہوس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو بھی پس پشت ڈال دے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم (سزائے ترک ہجرت کا) بھیج دیں۔"

(سورۂ توبہ:۲۴)

اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ ناپسندیدہ نہ مال ہے نہ جاہ اور نہ حب مال وحب جاہ بلکہ مال اور جاہ کی وہ محبت نقصان دہ ہے جو اللہ کی یاد سے غافل کر دے اور اس کے مقابلے میں دین کی بھی پروا نہ رہے۔ مثلاً مال کی دھن میں ایسا پڑے کہ حرام وحلال کی بھی پروا نہ رہے' عزت اور آبرو کی ایسی حفاظت

کرے کہ دین رہے یا جائے' مگر بات نہ جائے۔ جیسے ایک شخص ریل میں سوار تھا' اس نے نماز نہ پڑھی اور کہتا تھا کہ میں نے نماز اس لئے نہ پڑھی کہ ہندوؤں کا مجمع تھا' اگر ان کے سامنے نماز پڑھتا تو وہ یوں کہتے کہ اٹھک بیٹھک کرتا ہے اور اس سے اسلام کی اہانت ہوتی۔ استغفر اللہ! یہ اس شخص کا گمان فاسد تھا۔ اگر وہ نماز پڑھتا تو زیادہ عزت ہوتی۔

ایک وزیر اعظم ریاست بھوپال کی حکایت ہے' کسی بڑے حاکم کا لیکچر ہو رہا تھا۔ نماز کا وقت آ گیا۔ بڑے بڑے امراء' وزراء شریک تھے۔ ان میں نمازی بے نمازی سب قسم کے تھے' سب یہ سمجھے کہ یہاں سے اٹھنا بڑی سبکی کی بات ہے' اس لئے سب ساکت بیٹھے رہے۔ وزیر صاحب نے کھڑے ہو کر کہا: حضور نماز کا وقت ہو گیا ہے' ہم نماز پڑھیں گے۔ حاکم نے بہت خوشی سے کہا کہ ضرور پڑھ لیجئے' وزیر صاحب جب کھڑے ہوئے اور لوگ بھی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ دربار ہی میں بڑے شان و شوکت سے نماز باجماعت ہوئی۔ دیکھئے عزت یہ ہے۔ آج کل حالت یہ ہے کہ گو دین جاتا رہے مگر ہماری آبرو اور عزت مزعومہ میں فرق نہ آنے پائے' ہماری آمدنی میں فرق نہ آنے پائے۔ چنانچہ مختلف تدبیروں سے خواہ وہ جائز ہوں یا ناجائز' کوئی مال بڑھا رہا ہے' کوئی جائیداد کی زیادتی کی فکر میں ہے۔ عورتیں زیور کے بڑھانے کی فکر میں ہیں' اسی طرح جاہ کو مختلف تدبیروں سے حاصل کرتے ہیں اور اس کی ریاست سمجھتے ہیں۔ آج کل کی ریاست کا حاصل کیا ہے کہ اپنے دباؤ اور زور سے غریبوں سے ظلم کرنا' کسی کی گھاس چھین لی' کسی کی زمین دبا لی' قصابوں سے گوشت سستا خرید لیا' ہمارے یہاں جو زمیندار ہیں' ان کے یہاں گوشت سستا آتا ہے۔

حضرت تھانوی کا فتویٰ:

ہمارے گھر میں قصائی غریبوں کے نرخ سے کچھ ارزاں دیتے تھے۔ میں نے ایک روز قصاب کو بلایا اور پوچھا کہ ہمارے یہاں تم گوشت غریبوں کے بھاؤ سے کیوں نہیں دیتے' اس کی کیا وجہ ہے؟ قصابوں نے کہا کہ آپ مولوی صاحب ہیں۔ میں نے کہا: بس میری مولویت کا نرخ چار پیسہ ہوا۔ سچ سچ ایمان سے بتاؤ کہ اگر میں باوجود مولوی صاحب ہونے کے اس قوم میں نہ ہوتا بلکہ کسی غریب قوم میں ہوتا جب بھی تم اس نرخ سے دیتے؟ قصاب نے کہا کہ حضور! آپ کے سامنے مکر و فریب کہاں چلتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اس وقت تو ہم اس بھاؤ نہ دیتے' میں نے کہا کہ ایسا گوشت کھانا حرام ہے' ہم کو تم جولاہوں اور تیلیوں کے نرخ سے دیا کرو تو ہم لیں گے ورنہ آج سے گوشت کھانا چھوڑ دیں گے۔ قصاب نے بڑا اصرار کیا مگر میں نے ہرگز نہ مانا' اس روز سے ہمارے یہاں دو آنہ سیر گوشت آتا ہے۔ صاحبو! یہ ظلماً ارزاں گوشت خریدنا ریاست نہیں۔ اس ریاست کی حقیقت عن قریب معلوم ہو جائے گی۔ یہ حق تعالیٰ کی اس امت پر رحمت ہے کہ یہاں کھلم کھلا سزا نہیں ہوتی۔

سابقہ امتوں میں گناہوں کی سزا:

امم سابقہ میں جو کوئی گناہ کرتا تھا' وہ دروازے پر لکھا جاتا تھا' یا فوری سزا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا' اس نے ایک مچھلی فروش سے مچھلی کا سودا کیا' وہ دام زیادہ مانگتا تھا' یہ کم دیتا تھا' جب وہ راضی نہ ہوا تو اس نے وہ مچھلی اس سے چھین لی اور گھر لا کر بیوی کو کہا' اس کو ثابت تلی میں تلو۔ چنانچہ وہ ثابت پکائی گئی' جب کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ مچھلی زندہ ہو گئی اور اس نے انگلی میں کاٹ کھایا اور تمام ہاتھ میں آگ لگ گئی' طبیب نے تجویز کیا کہ بغیر ہاتھ کاٹے ہوئے یہ درد و سوزش کم نہ ہو گی۔ چنانچہ وہ ہاتھ کاٹ دیا گیا' وہ سوزش پورے بدن میں سرایت کر گئی' پھر تو بہت پریشان ہوئے اور کسی اہل دل کے پاس گیا اور اس سے مچھلی کا قصہ بیان کیا' اس نے کہا کہ اس مچھلی کے مالک کو تلاش کر کے قصور معاف کراؤ تو سکون ہو گا' چنانچہ وہ مل گیا' ادھر اس نے کہا کہ اس نے قصور معاف کیا' ادھر درد و سوزش جاتی رہی' جب صبح سو کر اٹھا' دیکھا تو پورا ہاتھ موجود ہے۔

حقوق العباد کی ادائیگی میں احتیاط کی ضرورت:

ظلم اور حق العبد یعنی انسان کا حق خواہ کتنا ہی تھوڑا ہو' اس کو کم نہ سمجھا جائے اور یہ گمان نہ کرو کہ پیسے دو پیسے کے عوض دوزخ میں نہ جائیں گے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ تین پیسے کے عوض میں سات نمازیں مقبول چھن جائیں گی جیسے مدیون (قرضدار) کے مال کی یہاں قرقی اور نیلام ہوتا ہے' وہاں بھی اسی طرح قرقی اور نیلام ہو گا۔ ایسے بڑے خطرے کے ہوتے ہوئے ایک ذرا سی عزت کی رعایت کرنا کون سی عقل کی بات ہے؟ بعض لوگ اسی ریاست و حقوق ریاست کی حفاظت کے لئے مزارات پر جو مرغ چڑھایا جاتا ہے وہ بھی لیتے ہیں تاکہ حقوق قدیمہ میں فرق نہ آئے۔ بعض رئیس مولویوں نے سستے گوشت کے حلال ہونے کا ایک حیلہ نکالا ہے' وہ یہ کہ یہ لوگ ہماری زمین میں چراتے ہیں تو گویا گھاس روکنا جائز نہیں' لیکن زمین تو ہماری ملک ہے' ہم اس میں آنے نہ دیں گے۔

شریعت نے اس کا جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ بے شک زمین تمہاری ملک ہے اور تم کو نہ آنے دینے کا بھی اختیار ہے مت آنے دو لیکن گھاس چونکہ مباح الاصل ہے اس لئے تم خود اس کو کاٹ کر دو جیسے کسی کا رومال کسی کے گھر میں اڑ کر جا پڑے تو یا تو اس کو اجازت دو کہ وہ اپنا رومال اٹھالے اور یا تم خود اس کو دو۔ صاحبو! گھاس کی حقیقت ہی کیا ہے کہ اس کے عوض تم گوشت سستا لیتے ہو ایک ذرا سی مقدار کے واسطے کیوں سرائے آخرت خریدتے ہو بہت سے بہت پانچ روپیہ سال میں زائد صرف ہوں گے پانچ روپے کے لئے دین کیوں برباد کرتے ہو؟

زر و نقرہ چیست تا مفتوں شوی
چیست صورت تا چنیں مجنوں شوی

ترجمہ: یہ سونا چاندی کیا ہے جس پر تو عاشق ہوا جاتا ہے اور یہ رنگ وخون کی صورتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں جن پر تو پاگل ہوا جاتا ہے۔

خصوصاً اس وجہ سے کہ ظلم کا انجام ہمیشہ خراب ہوتا ہے اور میرے پاس اگر کوئی گوشت یا گوشت میں پکی ہوئی کوئی شے بھیجا کرتا ہے تو میں اسے کھاتے ہوئے ڈرا کرتا ہوں اور جن گھروں کا حال مجھے معلوم ہے کہ ان کے یہاں گوشت سستا آتا ہے ان کے گھر کی ایسی شے واپس کر دیتا ہوں یہ تقویٰ نہیں تقویٰ کا تو بڑا درجہ ہے اس لئے کہ قوی شبہ کے موقع پر تحقیق کرنا واجب ہے۔ بعض لوگ یہ تاویل کرتے ہیں کہ قصائی ہمارے گھروں میں رہتے ہیں۔ ہم کرایہ نہیں لیتے اگر گوشت میں وہ ہمارے ساتھ رعایت کر دیں تو کیا حرج ہے یاد رکھو کہ اس طرح یہ بھی ناجائز ہے اس لئے کہ یہ اجارہ (کرایہ) کی صورت ہے اور فاسد ہے۔

☆☆..........☆☆

اچھی باتیں:

☆ زندگی اور دولت کے بارے میں صرف اس وقت سوچا جاتا ہے جب اس کا خاتمہ قریب ہو۔

☆ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو پہلے حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور پھر اس شخص کا کیونکہ خدا نے اس کو تم پر مہربان کیا۔

☆ اگر آپ اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ کامرانی کا موقع خود آپ کے سامنے آن کھڑا ہوگا تو ایک ایسے بس اسٹاپ پر بس کے انتظار میں کھڑے ہیں جہاں کوئی بس نہیں رکتی۔

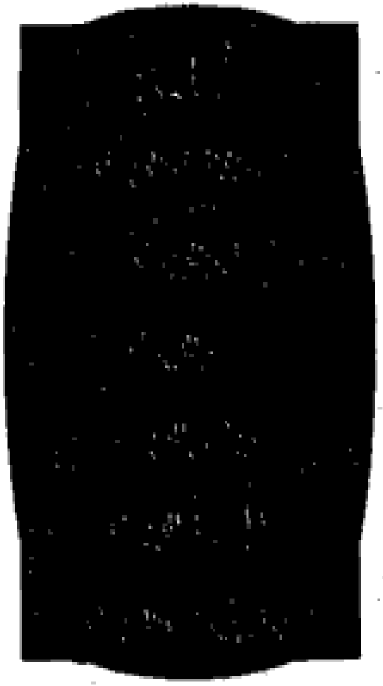
مساجد کے لئے خاص رعایت
جبار کارپٹس
پتہ:
این آر ایونیو نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حواریٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بعثت کے ابتدائی زمانے کا ذکر ہے کہ ایک دن مکہ میں ایک وحشت انگیز خبر پھیل گئی' اس خبر نے پرستاران حق کو سخت اضطراب میں مبتلا کر دیا' ہر ایک کی زبان پر یہی الفاظ تھے کہ ابھی ابوطالب زندہ ہیں اور بنی ہاشم کی تلواریں کند نہیں ہوگئیں' یہ خبر صحیح تھی یا محض افواہ؟ اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا' بنو ہاشم سخت غیظ و غضب کی حالت میں تھے اور ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ کیا واقعی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں؟ اتنی دیر میں بنو اسد کے ایک نوجوان لڑکے نے بھی یہ خبر سن لی' وہ یہ خبر سنتے ہی تڑپ اٹھا' کھونٹی سے تلوار اتار کر اس کی نیام زمین پر پھینک دی اور شمشیر بکف مکہ کی گلیوں میں کود گیا' اس کا رخ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس کی طرف تھا۔ اس وقت جوش و غصہ سے اس کا چہرہ تمتما رہا تھا' جلد ہی وہ آقائے نامدار کے کاشانہ مبارک پر جا پہنچا اور یہ دیکھ کر اس کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ مہبط وحی رحمت عالم خیر و عافیت کے ساتھ وہاں رونق افروز ہیں۔

نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر متبسم ہوگئے اور فرمایا: کیوں بھائی خیر تو ہے؟ تم اس وقت شمشیر برہنہ سونت کر کیوں چلے آ رہے ہو؟

نوجوان نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں نے سنا تھا کہ دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا ہے۔

ارشاد ہوا: اچھا اور اگر واقعی ایسا ہو جاتا تو کیا کرتے؟

نوجوان نے بے ساختہ عرض کیا: اے حبیب خدا! خدا کی قسم! میں اہل مکہ سے لڑ مرتا۔

اس کا جواب سن کر رحمت عالم کے روئے انور پر بشاشت پھیل گئی آپ نے خوش ہو کر اس نوجوان کو

احسن خدامی

دعا دی۔ اسلام کی حمایت میں اٹھنے والی یہ پہلی تلوار تھی اور یہ خوش نصیب نوجوان سیدنا زبیرؓ ابن العوام تھے۔

حضرت زبیرؓ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے' جس پر آفتاب اسلام کی شعاعیں دعوت حق کی ابتدا میں ہی پڑنے لگی تھیں' ان کی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ اسلام کی خاتون اول تھیں' والدہ حضرت صفیہؓ بھی آغاز نبوت میں مشرف بہ ایمان ہوگئی تھیں' ناممکن تھا کہ نور اسلام ان کے خانہ دل کو منور نہ کرتا' چنانچہ انہوں نے تقریباً آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا' حضرت زبیرؓ بہت ہی دلیر' شجاع اور صف شکن دلاور تھے۔ شیر خدا انہیں ''اشجع العرب'' کہا کرتے تھے۔

حق و باطل کا پہلا معرکہ بدر کے میدان میں برپا ہوا تو حضرت زبیرؓ کی شمشیر خارا شگاف دشمن پر برق بے اماں کی طرح گری اور انہیں درہم برہم کر کے رکھ دیا۔ جدھر جھک پڑتے تھے دشمن کا دل بادل کائی کی طرح پھٹ جاتا تھا۔ اس دن ان کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اس پر پڑی تو فرمایا: آج مسلمانوں کی مدد کے لئے فرشتے بھی زرد عمامے پہن کر اترے ہیں۔

عین ہنگامہ کارزار میں ایک مشرک ٹیلے پر چڑھ کے للکارا:

''کوئی ہے جو میرے مقابلے پر آئے؟''

ہادیٔ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابن صفیہ! کھڑے ہو جاؤ اور اس کے مقابلے پر جاؤ۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تیر کی طرح جھپٹے اور اس سے گتھم گتھا ہو گئے۔ دونوں بڑے شہ زور تھے اور ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتے تھے۔ آخر حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا' بدر کے دن حضرت زبیرؓ نے از خود رفتگی کے عالم میں اس طرح تلوار چلائی کہ اس میں دندانے پڑ گئے۔

11ہجری میں جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو حضرت زبیر ابن عوام پر کوہ الم

باقی صفحہ 7 پر

امام ابو حنیفہ رح

اور مسئلہ قیاس

مولانا ابوبکر غازی پوری

شرعی حجتوں میں سے ایک حجت قیاس بھی ہے۔ مذاہب اربعہ کی کوئی کتاب جس کا تعلق اصول فقہ سے ہو اٹھا کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو حجج شرعیہ کے ضمن میں قیاس کا بیان بھی ضرور ملے گا اور واقعہ یہ ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا کہ امام ابو حنیفہؒ کے علاوہ بعض دوسرے ائمہ نے قیاس کا استعمال امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ کیا ہے مگر یہ بڑی عجیب بات ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کو ابتدائے زمانہ سے خصوصاً بعض ظاہر ہیں جماعتوں نے اس بارے میں سب سے زیادہ مطعون کیا ہے اور ان کو قیاس اور اہل رائے جیسے الفاظ سے طعن و تشنیع کے طور پر یاد کیا ہے بلکہ بعض نے باقاعدہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ یہ ثابت کر دکھائیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے قصداً احادیث صحیحہ کو چھوڑ کر قیاس اور اپنی رائے کا استعمال کیا ہے۔

متقدمین میں بھی بعض حضرات نے امام ابو حنیفہؒ اور خصوصاً ان لوگوں نے جن کی نگاہ نصوص سے آگے نہیں بڑھتی تھی اور جو شرعی علتوں اور حکمتوں کی معرفت سے عموماً بہرہ یاب نہیں ہوتے تھے انہوں نے خاص طور پر امام ابو حنیفہؒ کو قیاس اور رائے کے استعمال پر مطعون کیا ہے۔ چنانچہ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں:

"اصحاب حدیث نے امام ابو حنیفہؒ کی مذمت میں اس الزام میں کہ انہوں نے احادیث کے مقابلے میں قیاس اور رائے کا استعمال کیا ہے' افراط سے کام لیا ہے اور حد سے آگے بڑھ گئے ہیں۔"

(جامع بیان العلم ص:۱۴۸/ ج:۲)

بلکہ بعض نے تو یہاں تک جرأت کی کہ اس کی وجہ سے امام ابو حنیفہؒ کو مجروح قرار دے دیا اور ان کی شخصیت ان کے نزدیک ناقابل اعتبار ہوگئی' فواتح الرحموت میں ہے:

"امام ابو حنیفہؒ پر اس وجہ سے بھی لوگوں نے جرح کی ہے کہ وہ قیاس اور رائے والوں میں سے تھے۔"

(صفحہ:۱۵۴ جلد:۳)

مگر حق یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کی مقبولیت' ان کی فقہ کا شیوع' ان کے تلامذہ کی کثرت اور ان کا اقطار عالم میں پھیلنا' سلاطین زمانہ میں عموماً فقہ حنفی کا رجحان اور اس کو اپنے ملک کا قانون قرار دینا جس کی وجہ سے عموماً فقہائے احناف ہی کا قضا کے عہدے پر تقرر ہوا کرتا تھا' یہ اور اس جیسی کچھ اور چیزوں نے کم حوصلہ لوگوں میں بغض و حسد کی آگ بڑھا دی تھی جنہوں نے اپنی آتش بغض و حسد کو تسکین دینے کے لئے امام ابو حنیفہؒ جیسی پہاڑ اور بھاری شخصیت پر زبان درازیاں کیں۔

عبداللہ بن داؤد کا ارشاد ہے:

"امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جرح کرنے والے دو ہی طرح کے لوگ ہیں: یا تو وہ ان کے علم کی وجہ سے حسد کرتا ہے یا علم سے جاہل اور ناواقف جو اہل علم کی قدر نہیں پہچانتے ہیں۔"

بہرحال اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ امام ابو حنیفہؒ نے قیاس کا کثرت سے استعمال کیا ہے تو یہ کوئی جرم نہیں اور یہ اگر جرم ہے تو اس جرم کے مرتکب بھی ائمہ مذاہب متبوع ہیں بلکہ عصر صحابہ سے لے کر ہر زمانے میں مسلسل اس جرم کا ارتکاب ہوتا چلا آ رہا ہے۔ آخر صرف امام ابو حنیفہؒ ہی کو کیوں طعن و تشنیع کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔

امام شعرانیؒ فرماتے ہیں:

"امام ابو حنیفہؒ ہی کی قیاس کے باب میں کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ کتاب وسنت سے حکم کی عدم موجودگی میں سارے ہی علما قیاس کرتے ہیں۔"

(تذکرۃ الراشد صفحہ ۲۶۹)

حضرت امام ابن عبدالبرؒ کا ارشاد ہے:

"فقہائے امت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہمارے زمانے تک فقہ میں دینی احکام کے سلسلے میں قیاس کا استعمال کیا ہے۔"

(جامع بیان العلم صفحہ ۲۶ جلد ۲)

میں آگے چل کر بتاؤں گا کہ قیاس قرآن و حدیث، عمل صحابہؓ عمل مجتہدین سے بالتواتر ثابت ہے اور اس کا انکار سوائے معتزلہ اور بعض ظاہریہ کے اور کسی سے ثابت نہیں، اس لئے صرف امام ابوحنیفہؒ کو ہدف طعن بنانا اور محض اس جرم میں کہ انہوں نے قیاس جس کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے، اس کا استعمال کیا ہے، مجروح قرار دینا انتہائی درجے کی جرأت اور بدترین قسم کی بددیانتی ہے۔

دوم یہ کہ قیاس ورائے کا استعمال اگر قرآن و حدیث کے مقابلے میں ہو تو بلاشبہ یہ قابل جرح امر ہے اور قصداً قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ سے اغماض اور چشم پوشی کر کے اپنی رائے کی پیروی کرنا یقیناً یہ ناقابل برداشت حرکت ہے، اور اس سے بلاشبہ آدمی مجروح ہو جائے، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے قرآن و حدیث کے مقابلے میں رائے کی پیروی کی ہے اور قیاس کا استعمال کیا ہے انتہائی درجے کی دنائت ہے، خود ان کے معاصرین کی شہادت ہے کہ ابوحنیفہؒ سے زیادہ حدیثوں کا متبع اور متلاشی اور اس پر عمل کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔

امام سفیان ثوریؒ جو انتہائی جلیل القدر اور عظیم المرتبت شخصیت کے حامل ہیں، امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں اپنا تاثر بیان کرتے ہیں:

"واللہ! وہ (امام ابو حنیفہؒ) علم (حدیث) پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے، حرام چیزوں سے باز رہنے والے تھے، اپنے شہر کے علماً کا اتباع کرتے تھے، اسی حدیث کو لینا حلال سمجھتے تھے جو صحیح ہو۔ ناسخ اور منسوخ احادیث کی ان کو بہت زیادہ شناخت تھی، ثقہ لوگوں کی حدیث کی طلب میں رہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کی جستجو میں رہتے تھے۔" (اخبار ابی حنیفہ صفحہ ۷۶)

امام ابوحنیفہؒ فرماتے تھے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر حدیث آجائے تو بسر و چشم قبول۔"

(عقود الجواہر المنیفہ)

حضرت امام ابوحنیفہؒ خوردہ گیروں پر تعجب کرتے ہوئے فرماتے تھے:

"لوگ کہتے ہیں کہ میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں، میں تو صرف اثر و حدیث کی روشنی میں فتویٰ دیتا ہوں۔" (ایضاً)

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرمایا کرتے تھے:

"اللہ اس شخص پر لعنت کرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے، انہیں کے ذریعے ہمیں عزت ملی اور کفر و شرک سے نکلے۔"

(انتقاء صفحہ ۱۴۱)

بلکہ آپ کے مخالفین تک نے دعویٰ کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے اولیٰ ہے۔

ابن حزمؒ لکھتے ہیں:

"لوگوں نے اجماع کیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ضعیف حدیث قیاس سے اولیٰ ہے۔"

(اعلام الموقعین صفحہ ۷۷ جلد اول)

ابن حزمؒ مزید فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ ضعیف حدیث قیاس سے اولیٰ ہے۔"

(جزء مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ صفحہ ۲۱)

اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے یہاں صحابی کا قول حجت ہے، اس کے مقابلے میں قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

مجتہد صحابی کا قول ہمارے نزدیک حجت ہے، اس کی وجہ سے قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔

(نور الانوار)

ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"قیاس اور رائے پر ضعیف حدیث اور آثار صحابہؓ کو مقدم کرنا امام ابوحنیفہؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے۔"

(اعلام الموقعین صفحہ ۷۷ جلد ۱)

میں اس کلام کو بہت زیادہ طول دینا نہیں چاہتا۔ میں نے اپنی کتاب "مکانۃ الامام ابی حنیفہؒ فی علم الحدیث" میں اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے، میں نے یہ چند شہادتیں محض یہ دکھانے کے لئے پیش کی ہیں کہ جو لوگ امام ابوحنیفہؒ کو اس لئے مجروح اور مطعون قرار دیتے ہیں کہ وہ قیاس کو حدیث پر مقدم رکھتے ہیں، ان کا یہ بیان کہاں تک صحیح ہے؟ اور اس طرح کی افترا پردازی کرنے والے آخر خدا کے یہاں کیا جواب دیں گے؟

اور اگر کوئی زور لگا کر یہ ثابت کر دے کہ فلاں حدیث کو امام ابوحنیفہؒ نے ترک کر دیا ہے اور فلاں مسئلے

میں انہوں نے قیاس اور رائے کی پیروی کی ہے‘ تو اولاً یہ سراسر افتراء اور بہتان ہوگا کہ امام نے فلاں حدیث کو قیاس کے مقابلے میں چھوڑا ہے۔ یقیناً اس چھوڑنے کی کوئی علت ہوگی‘ بلاعلت کسی بھی عالم کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ کسی حدیث کو ترک کردے گا‘ چہ جائیکہ یہ بات امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں کہی جائے جو جیسا کہ ابھی معلوم ہوا‘ صحابہ کرامؓ کے آثار اور ضعیف حدیث تک کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں۔

ثانیاً ہم یہ عرض کریں گے کہ کوئی عالمؒ کوئی محدث‘ کوئی فقیہ ایسا نہیں ہے جس کا عمل تمام احادیث پر ہو اور اس نے کسی حدیث کو چھوڑا نہ ہو۔

حضرت امام مالکؒ کی جلالتِ شان اور ان کی علمی عظمت کا ہر شخص معترف ہے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک دو نہیں ستر مسئلوں میں حدیث کو چھوڑ کر رائے کا استعمال کیا ہے‘ چنانچہ مشہور فقیہ اور محدث امام لیث ابن سعدؒ نے اس پر شدید نکیر کی اور ان سے اس بارے میں خط و کتابت بھی کی۔ حافظ ابن عبدالبرؒ فرماتے ہیں:

”لیث بن سعدؒ کا بیان ہے کہ میں نے امام مالکؒ کے ستر مسئلے شمار کئے جو سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہیں۔ امام مالکؒ نے ان میں اپنی رائے سے فیصلہ صادر کیا ہے اور اس سلسلے میں میں نے امام مالکؒ سے خط و کتابت بھی کی۔“

(جامع بیان العلم صفحہ ۱۴۸ جلد ۲)

امام مالکؒ جن کی عظمت شان مسلم ہے‘ فقہ اور حدیث کے بارے میں جن کو امامت کا درجہ حاصل ہے جو ”امام اہل مدینہ“ اور ”فقیہ مدینۃ الرسول“ جیسے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں‘ ان کے بارے میں ایک امام فقہ اور محدث کا بیان ہے کہ انہوں نے ستر مسئلوں میں حدیث رسول کی مخالفت کی ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ کیا کسی کو جرأت ہے کہ کہہ دے کہ امام مالکؒ نے قصداً اور بلا کسی علت اور وجہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر صحیح اور ثابت حدیث کو چھوڑ دیا ہے؟ اور یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ امام لیث نے امام مالکؒ پر افتراء کیا ہوگا‘ اس لئے کہ امام لیثؒ کی عظیم شخصیت اس سے بہت اونچی ہے کہ وہ کسی بھی عالم کے بارے میں اس طرح کی بات کہیں۔ امام مالکؒ کا مقام تو بہت اونچا ہے۔ لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام مالکؒ کے نزدیک ان ستر حدیثوں کے چھوڑنے کی کوئی نہ کوئی علت ہوگی‘ جس کو انہوں نے خط و کتابت میں ظاہر کیا ہوگا۔

☆☆..........☆☆

®
HB
TRUSTABLE MARK
®
Hameed BROS JEWELLERS
3, Mohan Tarrace Sharhah-e-iraq Saddar Karachi. Code: 74400
Phone : 5675454, 5215551 Fax : (092-21) -5671503

ترجمہ: مشتاق علی محمد

سلطان العلماء

شاہ مصر ظاہر بعرس اپنے مصاحبوں کے ہمراہ قلعے کی فصیل پر کھڑا باہر کا نظارہ کر رہا تھا کہ اس کی نظر قلعے کی دیوار کے ساتھ گزرتے ہوئے ایک جلوس پر پڑتی ہے۔ جلوس کیا ہے انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ایک بحر بیکراں ہے ہر طرف سر ہی سر نظر آتے ہیں گویا کہ پورا مصر امڈ آیا ہو مگر اس ہجوم پر سوگواری کی دبیز چادر تنی ہوئی ہے لوگوں کے سر جھکے ہوئے ہیں' چہروں پر حزن و ملال کے بادل ہیں۔ آنکھیں اشک بار ہیں اور وہ غم سے نڈھال' بجھے چہروں اور بوجھل قدموں کے ساتھ ایک جنازے کے ساتھ ساتھ قبرستان کی طرف جا رہے ہیں تاکہ اپنی اس محبوب و ہر دل عزیز ہستی کو الوداع کہہ سکیں۔ شاہ مصر نے قلعے کے اوپر سے اس جنازے کو دیکھا اور ایک طویل سانس لے کر اپنے مصاحبوں سے گویا ہوا:

"آج مصر میں میرا حکم اور میری حکومت مستحکم ہو گئی ہے اور مجھ سے تمام خطرات دور ہو گئے ہیں کیونکہ اگر یہ شخص اہل مصر کو صرف ایک اشارہ بھی کرتا تو میرا تخت مجھ سے چھن جاتا۔"

آپ حیران ہوں گے کہ آخر وہ کون ہستی تھی جس سے ظاہر بعرس جیسے رعب و دبدبے والے حکمران کو بھی خطرہ تھا' وہ باوجود سلطان مصر ہونے کے اس سے خائف اور اسے ہر وقت اپنے تخت و سلطنت کا دھڑکا لگا رہتا تھا۔ آئیں ہم آپ سے ساتویں صدی ہجری کے اس عالم دین کا تعارف کراتے ہیں جن سے وقت کے حکمران لرزہ براندام رہتے تھے۔

چھٹی صدی ہجری کے اواخر میں شام کے ایک انتہائی غریب و نادار گھرانے میں ایک بچہ اس عالم ہزار رنگ میں آنکھیں کھولتا ہے' گھر کے در و دیوار پر غربت و مفلسی کے پردے پڑے ہوئے ہیں اور فاقے تو گویا کوئی دوسرا راستہ ہی بھول گئے ہیں' مسکنت و ناداری اپنی رعونت

مولانا سلیم اللہ زکریا

میں آکر اس معصوم بچے کو بچپن کی خوشیوں' کھیل کود اور مسرت و سرور کے حسین لمحات سے محروم کر دیتی ہے' جس کی وجہ سے بردباری' سنجیدگی اور صبر و استقامت وقت سے پہلے اس بچے کا جزو لاینفک بن جاتے ہیں' پھر یہ بچہ کچھ بڑا ہوتا ہے تو بجائے دنیا کے پیچھے بھاگنے کے علم کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے' تحصیل علم کی خاطر ہر قسم کی تکالیف و مشقتوں کو برداشت کرتا ہے' اس راستے میں آنے والے مصائب کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتا ہے اور اپنی دھن میں ایسا مگن ہوتا ہے کہ زمانے کے حوادث اور مفلسی و ناداری کے بے رحم تھپیڑے اس کے پایہ استقلال میں ذرا بھی تزلزل یا لڑکھڑاہٹ پیدا کرنے سے عاجز ہو جاتے ہیں۔ حال کا یہ غریب و مفلس طالب علم اور مستقبل کا امام المسلمین تحصیل علم کے مراحل سے برق کی سی تیزی سے گزر جاتا ہے' یہاں تک کہ وقت کے بڑے بڑے عالموں میں اس کا شمار ہونے لگتا ہے' یہ اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم علم کے بحر بیکراں' سلطان العلماء' امام المسلمین شیخ عز الدین بن عبدالسلام السلمی ہیں' جن کے رعب اور ہیبت سے حکمرانوں کے دل کانپنے لگتے تھے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد جب آپ مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے تو بڑے بڑے صاحب علم آپ کی مجلس میں حاضر ہو کر مستفید ہوتے تھے' پھر شاہ شام نے جامع مسجد اموی کا منصب خطابت آپ کے سپرد کیا اور یوں آپ تدریس و خطابت کے ذریعے لوگوں کو جہالت کے اندھیروں سے نکال کر علم و عمل کی روشنی کی طرف لانے لگے' آپ انتہائی جری' بے باک' حق گو اور صبر و استقامت کے پیکر تھے' جہاں کہیں کوئی خلاف شرع کام دیکھا فوراً اس کے درپے ہوئے' بدعات و محدثات کا قلع قمع کیا اور حق و صداقت کے جھنڈے کو ہمیشہ بلند رکھا' چاہے اس کے لئے کتنی ہی تکلیفیں برداشت کرنا پڑیں' مگر حق بات سے انحراف نہ کیا اور اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔ ذیل کی سطور میں ہم ان کی جرأت و بہادری' حق گوئی و بے باکی اور تمسک بالدین کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں' جن سے ان کی حیات طیبہ کے تابناک پہلو روز روشن کی طرح واضح ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ شام کے حکمران صالح اسماعیل کا شاہ مصر سے جو کہ اس کا چچازاد بھائی تھا' کسی بات پر اختلاف ہوگیا' یہاں تک کہ نوبت جنگ و جدال تک جا پہنچی تو صالح اسماعیل نے مصر پر لشکر کشی کے لئے رومیوں سے مدد طلب کی اور اس کی خاطر اپنے چند علاقے ان کے حوالے کردیئے' یہ بات جب شیخ عزالدین تک پہنچی تو انہوں نے جامع مسجد اموی میں خطبہ کے دوران شاہ صالح اسماعیل کو خائن و بددیانت کہا اور مسلمانوں کے خلاف رومیوں سے مدد طلب کرنے پر اس کی سخت مذمت کی۔ یہ بات صالح اسماعیل کے شاہی مزاج جو کہ ذرا سی بھی کڑوی کسیلی بات برداشت نہیں کرتا' پر گراں گزری اور اس نے شیخ کو گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا' جس پر لوگ بادشاہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو مجبوراً شاہ شام نے شیخ کو رہا کردیا اور آپ دمشق چھوڑ کر بیت المقدس چلے گئے' کچھ عرصے بعد صالح اسماعیل نے اپنا ایک قاصد شیخ کے پاس بھیجا جو آپ پر مختلف حیلوں بہانوں اور منت سماجت سے واپس دمشق لوٹ آنے پر اصرار کرنے لگا اور کہا کہ آپ صرف اپنی غلطی پر معذرت کرلیں اور شاہ شام کے ہاتھوں کو بوسہ دیں تو وہ آپ کا پہلے سے بھی زیادہ اعزاز و اکرام کرے گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: تم یہ کہتے ہو کہ میں احتراماً اس کے ہاتھوں کو بوسہ دوں جب کہ میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرتا کہ شاہ شام میرے ہاتھوں کو بوسہ دے۔

اس واقعے کے بعد آپ نے مصر کا قصد کیا' جب شاہ مصر نجم الدین ایوب کی آپ کو آمد کی اطلاع ملی تو اس نے نہایت گرم جوشی اور والہانہ انداز سے آپ کا استقبال کیا اور آپ کو انتہائی اعزاز و اکرام سے نوازا' بعد ازاں جامع مسجد عمرو بن العاص کی خطابت کے فرائض بھی آپ کے سپرد کیے گئے اور آپ مصر کے قاضی بھی ٹھہرے' یوں سرزمین مصر پر آپ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف عمل ہوئے اور مصر و اہل مصر آپ کی تدریسی و تقریری مجالس سے سیراب ہونے لگے' ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عید کے دن شاہ مصر اپنے لاؤ لشکر کو لے کر بڑی ہی شان و شوکت اور دھوم دھام سے اپنے محل سے نکلا' راستے میں شیخ نے اسے دیکھا تو بغیر کسی تکلف و شاہی القابات کے دور سے اسے پکار کر کہا: اے ایوب! اگر کل قیامت کے دن تجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ ہم نے تمہیں مصر کی بادشاہت عطا کی تھی اور اس میں شراب سرعام فروخت ہوئی تھی تو تم کیا جواب دو گے؟ لوگوں نے یہ سنا تو آپ کی جرأت پر حیران رہ گئے' شاہ کے حفاظتی دستے میں کھلبلی مچ گئی اور اس کے مصاحبوں و درباریوں کی تیوریاں چڑھ گئیں' مگر شاہ مصر نے جب یہ سنا تو آپ سے پوچھا کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟ شیخ نے کہا: ہاں! یہ سچ ہے اور فلاں جگہ پر شراب فروخت ہوتی ہے' یہ سن کر شاہ مصر نے کہا کہ وہ تو میرے باپ کے دور سے منظور ہے' ان سے اجازت لے کر انہوں نے شراب کی فروخت شروع کی تھی' شیخ نے فرمایا تو تم اپنے باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہو چاہے وہ غلط ہی کیوں نہ ہو' شاہ نے یہ سنا تو فوراً اس دکان کو بند کرادیا اور شراب کی خرید و فروخت پر پابندی لگادی۔

صحرائے منگولیا سے اٹھنے والا فتنہ تاتار عالم اسلام پر ایک کڑی آزمائش تھی گویا کہ مسلمانوں پر قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑی تھی۔ مسلمان باوجود کثرت اور وسیع سلطنت کے کٹنے مٹنے لگے' جس کی بنیادی وجہ باہمی ناچاقیاں' تلخیاں و چپقلش تھی۔ شاہی محلات سازشوں کے گڑھ بن چکے تھے' بادشاہوں کے درباروں میں مداہن' چاپلوس' خوشامدی' خودغرض اور کینہ پرور لوگوں کی کثرت تھی۔ امرا اجتماعی منافع پر ذاتی فوائد کو ترجیح دیتے تھے' اس لئے مسلمان باوجود کثرت کے سمندر کی جھاگ کی طرح تھے' جس کو تاتاری طوفان کی بے رحم موجوں نے اڑادیا اور ان وحشی قبائل کی یلغاروں نے عالم اسلام کو قریب المرگ کردیا' قریب تھا کہ اس کا وجود عالم ہستی سے مٹ جاتا' ایسے کہ کبھی تھا ہی نہیں' مگر یہ سنت اللہ ہے کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حق کے علمبردار کفر کی صفوں سے نکالے ہیں اور اس وقت بھی یہی ہوا کہ حرم کو بت خانوں سے پاسباں ملے۔ چنگیز خان کی قیادت میں جب تاتاریوں نے اسلامی ممالک پر حملہ کیا تو ظلم و ستم کے ایسے روح فرسا مناظر دیکھنے کو ملے کہ درندگی و دہشت بھی انگشت بدنداں رہ گئی' تاتاریوں نے مسلم ممالک کی محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شہروں کے شہر جلائے اور ایک ایک دن میں ہزاروں لوگوں کو تہہ تیغ کیا' وہ جس شہر میں داخل ہوتے تو سوائے چند لوگوں کے جن میں انجینئر' طبیب' اسلحہ ساز اور اسی طرح ہر فن و ہنر کے ماہر لوگ تھے' تمام لوگوں کو قتل کردیتے۔ چنگیز خان کے کمانڈر اسے خوش کرنے کے لئے مقتولین کی کھوپڑیوں کے مینار بناتے' غرض یہ کہ ان وحشیوں نے نہ علم چھوڑا نہ علما' کتابیں جلائیں' علما کو قتل کیا' فصلیں چھوڑیں نہ فصلیں اگانے والے' شہر چھوڑے نہ شہر بسانے والے' مویشی چھوڑے نہ مویشیوں والے' بس جو کچھ سامنے آیا تہہ تیغ کیا' جلایا' اجاڑا' برباد کیا' اسلامی خلافت کے دارالحکومت بغداد میں داخل ہوتے وقت اہل بغداد کو گاجر مولی کی طرح کاٹا' جنہوں نے تہہ خانوں میں چھپ کر جان بچائی ان کے لئے دریائے فرات کا بند توڑ دیا تاکہ پانی تمام شہر کو غرق کردے کہ نہ مکاں رہے نہ مکیں' تہہ خانوں میں چھپے ہوئے وہیں ختم ہوئے۔ عباسی خاندان کے آخری چشم و چراغ کو بوری میں بند کرکے اس کو ہاتھیوں کے پاؤں

تلے روندا گیا اور یوں ایک مرتبہ بغداد تاتاریوں کے ہاتھوں ویرانوں وکھنڈروں میں تبدیل ہو کر نشان عبرت بنا اور اہل دنیا کو دنیا کی بے ثباتی وفنا کا درس دیا۔

سقوط بغداد کے بعد اس طوفان بلا خیز نے مصر کا رخ کیا تو ہر عام وخاص خوف سے کانپنے لگا بڑے بڑے فوجی افسروں اور حکام مملکت کے حلق خشک ہوگئے۔ سب حیران و پریشان تھے کہ ایسے وقت میں کیا کیا جائے؟ ان وحشیوں کا مقابلہ کیونکر ممکن ہے؟ شیخ نے حکام کی بے حسی وبزدلی دیکھی تو سر پر کفن باندھ کر میدان عمل میں کود پڑے اور لوگوں کے دلوں کو نار ونور سے بھر دیا۔ آپ گلی گلی جاتے جہادی بیانات کرتے لوگوں کو مقابلے کے لئے ابھارتے کہ اپنے ملک وملت پر قربان ہو جاؤ ان درندوں کا مقابلے کرنے کے لئے ابھارتے کہ اپنے ملک وملت پر قربان ہو جاؤ۔ ان درندوں کا مقابلہ کرو۔ انشاء اللہ کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔ آپ فوجی چھاؤنیوں میں جاکر بھی اسلامی لشکر کے جذبات ابھارتے اور مقابلہ کرنے پر اللہ کی طرف سے آنے والی مدد ونصرت کا تذکرہ کرتے۔ غرض آپ نے اپنی کوششوں سے تاتاریوں کے سامنے ایک ایسی دیوار کھڑی کردی کہ جس سے سر پٹخ پٹخ کر اس طوفان بے امان کی فوجیں ناکام لوٹتی رہیں۔ بالآخر مصر میں تاتاریوں کو شکست وہزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔

ایک مرتبہ رومیوں نے مصر پر حملہ کیا اور مار دھاڑ کرتے ہوئے منصورہ تک پہنچ گئے ان کی بادبانی جنگی کشتیاں اژدھوں کی طرح پھن اٹھائے مسلسل آگے بڑھ رہی تھیں۔ شیخ نے جب مسلمانوں کی ہزیمت اور ان کی پسپائی کو دیکھا تو انتہائی کڑک دار آواز میں ہوا سے مخاطب ہوئے: اے ہوا! ذرا ان اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کی خبر لے بس پھر کیا تھا یکدم رومیوں کی مخالف سمت میں ہوا ایسے طوفانی انداز میں چلی کہ رومی کشتیوں کے تختے تک علیحدہ ہوگئے اور وہ اپنے سواروں سمیت ہمیشہ کے لئے دریا کے پیٹ میں اتر گئیں۔

ساتویں صدی ہجری میں مصر میں امور مملکت میں غلاموں کا اثر ورسوخ کافی بڑھ گیا تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے کلیدی عہدوں پر غلام تعینات تھے شیخ نے یہ دیکھا تو فتویٰ دے دیا کہ ان غلاموں کو کسی بھی قسم کے تصرفات اور حکومتی احکامات میں شرعاً کوئی حق نہیں لہٰذا کسی بھی چیز میں ان کا تصرف جائز نہیں۔ یہ سننا تھا کہ ان حکومتی اہلکاروں کے چہرے غیض وغضب سے سرخ ہوگئے۔ اس وقت کے رئیس الوزراء نے شیخ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ اس طرح شر انگیزی کیوں کررہے ہیں؟ شیخ نے جواب دیا کہ میں شر نہیں خیر چاہتا ہوں اور خیر اسی میں ہے کہ تم پہلے شرعی طریقے سے آزاد کیے جاؤ پھر امور حکومت سرانجام دو۔ سلطان وقت تک بات پہنچی تو انہوں نے شیخ سے کہا کہ آپ اپنا فتویٰ واپس لے لیں۔ شیخ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو سلطان نے غصے کے عالم میں کہا: آپ کو کیا ہوگیا ہے کہ آپ ایسے کاموں میں دخل اندازی کررہے ہیں جن سے آپ کا کوئی تعلق نہیں؟ شیخ نے یہ سنا تو اپنے اہل وعیال کو لے کر مصر سے چل پڑے۔

لوگوں نے شیخ کو مصر سے جاتے دیکھا تو وہ بھی شیخ کے پیچھے چل پڑے بچے بڑے مرد عورت بوڑھے جوان عالم طالب علم جس نے بھی شیخ کے جانے کی خبر سنی وہ شیخ کے پیچھے چل پڑا۔ سب زاروقطار رو رہے ہیں آہ وزاریاں کررہے ہیں کہ شیخ ان کو چھوڑ کر نہ جائیں۔ بادشاہ نے جب یہ دیکھا تو اس کا ماتھا ٹھنکا بہت پریشان ہوا سوچ بچار کی مگر کچھ بن نہ پڑا۔ بالآخر کسی نے اسے کہا کہ جاؤ اور شیخ کو واپس لے آؤ ایسا نہ ہو کہ ایک ولی اللہ کو ناراض کرکے ہلاکت وتباہی کے منہ میں جا پڑو شاہ مصر اٹھا شیخ کے پاس آیا اور منت سماجت کرکے واپس لے آیا کچھ عرصے بعد پھر شاہ مصر نے رئیس الوزراء کو شیخ کے پاس بھیجا تاکہ آپ کی منت سماجت کرکے فتویٰ واپس لینے پر آمادہ کرسکے مگر اس کی یہ کوشش بھی بار آور ثابت نہ ہوئی اور وہ ناکام ونامراد واپس ہوا اور شاہ مصر سے کہا کہ یہ شخص ہمیں کیسے فروخت کرنا چاہتا ہے؟ حالانکہ ہم اس وقت مصر کے حکمران ہیں؟ خدا کی قسم! میں اس کی گردن اڑادوں گا یہ کہہ کر وہ غصے سے بھرا ہوا ہاتھ میں تلوار لئے شیخ کے گھر کی طرف چل دیا وہاں پہنچ کر دروازے پر دستک دی تو شیخ کا بیٹا باہر آیا اس نے رئیس الوزراء کی یہ حالت دیکھی تو جاکر اپنے والد کو بتایا۔ شیخ نے یہ سنا تو بے مثال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے بیٹے! یہ تمہارے باپ کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ کے راستے میں قتل کردیا جائے اور باہر تشریف لے گئے رئیس الوزراء کی نظر جب آپ پر پڑی تو وہ آپ کے رعب ودہشت سے کانپنے لگا حلق سوکھ گیا ہاتھ سے تلوار گر پڑی اور وہ شیخ کے پاؤں میں گر کر معافی مانگنے لگا اور عجز وانکساری سے دعا کی درخواست کی۔ آخرکار شیخ نے ان غلاموں کو بیچا اور ان کی قیمت کی رقم فلاحی کاموں میں خرچ کی گئی۔

یہ تھے سلطان العلماء امام المسلمین عزالدین جنہوں نے راست بازی حق گوئی اور صبر واستقامت کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑا جس کی وجہ سے بڑے بڑے حکمران بھی آپ کے سامنے پانی بھرتے نظر آتے تھے۔

ظاہر عرس قلعے سے اترا شیخ کے جنازے کو کندھا دیا اور ان کو ہے گھر کی طرف الوداع کہا اور یوں یہ ہنستی بستی بھری دنیا ۹/ جمادی الاولیٰ چھ سو ساٹھ ہجری کو امام وقت کے انوار وبرکات سے محروم ہوگئی۔

☆☆..........☆☆

فرمودات طیب

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ

توحید کی قوت اور شرک کی بے بسی:

حضرت قاری محمد طیبؒ نے فرمایا: ایران پر چڑھائی کے لئے جب مسلمانوں کا لشکر گیا تو راستے میں دریا آ گیا' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اہل لشکر سے فرمایا کہ جس خدا کے بندے ہو' اسی کے قبضہ قدرت میں یہ دریا ہے' اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دو' چنانچہ سب صحابہ کرامؓ نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے اور تیرتے ہوئے دریا عبور کر گئے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا پیالہ دریا میں گر گیا' دوسروں نے کہا کہ اس کو پکڑ لو انہوں نے فرمایا کہ اگر پیالہ میرا ہوا تو یہ نہیں ڈوبے گا (اللہ اس کی حفاظت فرماویں گے) چنانچہ دریا کی موجوں نے پیالے کو دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا دیا' جب وہ صحابیؓ وہاں پہنچے تو وہ پیالہ وہاں پڑا ہوا تھا' یہ تمام چیزیں قلب کی قوت سے ہوتی ہیں اور قلب کی قوت توحید سے پیدا ہوتی ہے' شرک سے دل میں تذبذب آ جاتا ہے' ان کے ہاں نہ شرک کا واہمہ تھا نہ بدعت کا شبہ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ آٹھ سو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین کو لے کر ماہان ارمنی عیسائی کے مقابلہ میں تشریف لے گئے۔ ماہان ارمنی حضرت خالدؓ سے کہنے لگا: میں تو سمجھا تھا کہ مسلمان عقلمند ہیں' لیکن تم تو احمق ہو (نعوذ باللہ) کہ اتنے آدمیوں کو لے کر ہزاروں کے لشکر کے مقابلہ کے لئے آ گئے' مجھے تمہارے نوجوانوں پر رحم آتا ہے۔ حضرت خالدؓ نے فرمایا: اے ماہان! تو کمانڈر انچیف بن کے آیا ہے یا واعظ بن کر آیا ہے؟ تو اگر لڑنا نہیں چاہتا تو صاف کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں لڑائی نہیں کر سکتا' ماہان کو غصہ آیا تو فوجیوں کو لڑنے کا حکم دے دیا' حضرت خالدؓ نے بھی صحابہ کرامؓ کو کفار میں گھس جانے کا حکم فرمایا۔ راوی کہتے ہیں کہ سات گھنٹے تک لڑائی ہوئی' آخر کفار شکست کھا کر بھاگ گئے۔

مرسلہ: مولانا محمد فہد

مسلمان صرف سات شہید ہوئے اور عیسائیوں کے تین ہزار مارے گئے۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ آدمی جب دین کے لئے لڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ مدد فرماتے ہیں' اور ہمت تو صرف توحید سے ہی پیدا ہوتی ہے' شرک میں یہ جان نہیں کہ وہ اتنی قوت پیدا کر سکے۔ حاصل یہ کہ ایک طرف اخلاص کامل اور دوسری طرف اتباع کامل کی ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں میں شرک و بدعات داخل ہو رہی ہیں اس لئے آج ذلت کی بھی یہ حالت ہے کہ خدا کی پناہ۔

اقوام عالم کی اصلاح کا ذمہ دار مسلمان ہے:

اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ایک دوسرے سے حسن ظن رکھنا چاہئے' بدظنی سے بچنا چاہئے' امر بالمعروف ونہی عن المنکر بھی ضروری ہے' لیکن کسی کو رسوا نہیں کرنا چاہئے۔

حدیث پاک میں ہے:

"اے اللہ! میں اس مکار دوست سے پناہ مانگتا ہوں جو دوستی کا دعویٰ کرے لیکن جب میری بھلائی دیکھے تو اس کو دفن کر دے اور جب میری برائی دیکھے تو اس کو افشا کر دے۔"

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اس امت کے آخر میں فتنہ و فساد رونما ہونے کی اصلاح قطعی طور پر اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ امت اس راستے پر نہ آ جائے جس راستے پر امت کا پہلا طبقہ تھا' اور امت کی اصلاح پہلے اخلاص کامل اور اتباع کامل سے ہوتی تھی۔"

آج مسلمان یہ شکایت کرتے ہیں کہ فلاں سکھ نے ایذا پہنچادی' فلاں ہندو یا عیسائی نے مجھے تکلیف دی' میں کہتا ہوں تمام اقوام عالم کی برائیوں کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہے' کیونکہ یہ دنیا کے معلم تھے' جب معلم درست ہوں تو دوسرے خود بخود درست ہو جاتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

"الاسلام یعلو ولا یعلی"

ترجمہ: "اسلام غالب ہوتا ہے' مغلوب نہیں ہوتا۔"

لیکن جب ہم (مسلمان) اسلام کے دائرے میں ہی نہ آئیں تو ہم پست ہوں گے ورنہ اسلام میں تو پستی نہیں ہے۔

بیش بہا دینی معلومات

محمد فیاض خان سواتی

خلافت صدیقی کا پہلا دن:

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری" فرماتے ہیں:

"خلافت راشدہ کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں' پہلے دن جب صدیق اکبرؓ نے بیعت کی اور چوک میں آئے تو کسی نے کہا: "الاجیــــــر' الاجیر' الاجیر" (کوئی مزدور' کوئی مزدور' کوئی مزدور) ابوبکر صدیقؓ نے کہا: "انـــا الاجیر" (میں مزدور ہوں) لوگوں نے کہا کہ حضرت! ابھی تو آپ خلیفہ رسول اللہ بنے ہیں؟ عمر فاروقؓ جیسے آپ کی بیعت کررہے تھے' خالدؓ نے آپ کی بیعت کی ہے۔ فرمایا: آج گھر میں آٹا نہیں' جو کچھ تھا' مدنیؐ کی جوتی پر قربان کرچکا ہوں' بیت المال سے ایک دنی بھی شوریٰ کی اجازت کے بغیر نہیں لوں گا' شام کو گھر میں کیا لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میرا یہ دنبہ لنگڑا ہے' اس کو اٹھاؤ' مزدوری دوں گا' دنبہ اٹھا کر بازار میں لے جارہے ہیں۔ لوگ دوڑے' امیر المومنین آپ نے دنبہ اٹھایا ہوا ہے' فرمایا: دنبہ نہیں اٹھارہا' اپنے بچوں کا پیٹ پال رہا ہوں' یہ خلافت راشدہ ہے۔"

(خطبات دین پوریؒ ج۲ص:۲۲۷)

حدیث المسئی کے فیوضات:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ فرماتے ہیں:

"یہ حدیث المسئی کہلاتی ہے' اس کے متعلق ایک لطیفہ سنو: وہ یہ کہ یہ روایت تخریجات دارقطنی میں سے ہے' مگر سب ائمہ نے اس سے بہت سے مسائل کے اندر استنباط فرمایا' چنانچہ علامہ شعرانی کے بھائی مولانا فضل اللہ صاحب نے اس حدیث سے سینتالیس ہزار نو سو ستتر (۴۷۹۷۷) مسائل مستنبط فرمائے ہیں۔" (حاشیہ تقریر بخاری شریف ج۳ص۱۱۸)

ایک حیرت انگیز دعا اور اس کی قبولیت:

حضرت مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ لکھتے ہیں:

"تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ کے مشہور شاگرد حضرت ثابت بنانی دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے ضرور اجازت دینا' راوی کا بیان ہے کہ جب ان کو دفن کیا اور لحد کی اینٹیں لگا کر بیٹھے تو ایک اینٹ گرگئی' کسی نے جھانک کر دیکھا تو نظر آیا کہ وہ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔" (کام کی باتیں ص:۵۶)

دنیا کا قدیم تاریخی کنواں زمزم:

بئر زمزم کو جاری ہوئے' ہمارے موجودہ عہد ۱۴۱۷ھ تک عرصہ گزر چکا ہے' درج ذیل روایات سے مظہر ہوگا:

۱:...... "ابراہیمؑ اور موسیٰ بن عمرانؑ کے مابین دس قرون کا فاصلہ ہے' جب کہ ایک قرن میں سو سال ہوتے ہیں۔" (عن محمد بن عمر بن واقد' طبقات ابن سعد والحاوی سیوطی)

۲:...... "موسیٰ بن عمرانؑ اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان ایک ہزار نو سال کا فاصلہ ہے۔" (عن ابن عباسؓ طبقات ابن سعد والحاوی سیوطی)

۳:...... "جب کہ عیسیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو انہتر سال کا فاصلہ ہے۔" (کتب سیرۃ و طبقات ابن سعد)

لہٰذا اگر اعداد و شمار کو جمع کیا جائے تو ۱۰۰۰+۹۰۰+۵۶۹=۲۴۶۹ سال ہوئے پھر اس ہجرت سے پہلے عمر مبارک کے ۵۳ سال اور ہجرت کے بعد سے اب تک کے ۱۴۱۷ سال جمع

کریں تو مجموعی طور پر ۴۹۳۹ سال ہوتے ہیں' اس مجموعے سے اگر ولادت اسماعیلؑ اور ظہور زمزم کا تخمینا ۹۹ سال کا عرصہ نکال دیا جائے جیسا کہ قرطبی کی روایت کردہ ابن عباسؓ کی روایت ہے' تو ۴۸۴۰ سال کا عرصہ برآمد ہوتا ہے' یعنی بیر زمزم گویا ۴۸۴۰ سال پیشتر وجود میں آیا تھا' یعنی کوئی پانچ ہزار سال پہلے' لہٰذا اگر یہ کہا جائے کہ مخصوص جغرافیائی محل وقوع کے حوالے سے یہ دنیا کا قدیم تاریخی کنواں ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ (حرم مکی مختصر تاریخی جائزہ ص ۱۴۹)

تین خواہشات کی تکمیل:

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ فرماتے ہیں:

"سلطان محمود غزنویؒ کو تین باتوں سے متعلق شک تھا: (۱) ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت ہیں' لیکن سب سے افضل کون سا کام ہے؟ (۲) دوسرا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوجاتی ہے؟ (۳) تیسری میری اپنے والد امیر ناصرالدین سبکتگین کے ساتھ جو میری نسبت ہے آیا وہ صحیح ہے یا نہیں؟ ایک دن سلطان مرحوم سونے کا شمع دان لئے ہوئے محل سے نکلا' سلطان نے دیکھا ایک طالب علم محل کے سوراخ سے شاہی شمع دان کی روشنی سے کتاب کی عبارت یاد کررہا ہے' سلطان کا دل بڑا متاثر ہوا اور شاہی شمع دان درسگاہ کو دے دیا' اسی شب کو جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا' آپ فرمارہے ہیں: "یا ابن امیر سبکتگین اعزک اللہ فی الدارین کما اعززت ورثتی" (اے ناصرالدین امیر سبکتگین کے لڑکے! خدا تجھ کو دونوں جہانوں کی عزت دے' جیسے تو نے میرے وارث کو عزت دی)۔ اس خواب سے سلطان مرحوم کی تینوں خواہشیں پوری ہوگئیں اور والد سے صحیح نسبت کی تصدیق بھی ہوگئی۔"

(انوار بہلویہ ص:۲۸۸)

حضرت عمرؓ کی بہو:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

"حضرت عمرؓ ایک مرتبہ شب کو مدینہ طیبہ کی پاسبانی فرمارہے تھے' پھرتے پھرتے تھکان کی وجہ سے ایک دیوار سے سہارا لگا کر تھوڑی دیر کے لئے کھڑے ہوگئے۔ ایک بڑھیا کی آواز آئی جس نے اپنی لڑکی کو آواز دے کر کہا کہ دودھ میں پانی ملادے' لڑکی نے عذر کیا کہ امیرالمومنین کی طرف سے اس کی ممانعت کا اعلان ہوچکا ہے۔ ماں نے کہا کہ امیرالمومنین کیا یہاں بیٹھے دیکھ رہے ہیں؟ لڑکی نے کہا: یہ تو بہت ہی ناموزوں ہے کہ سامنے تو امیر کی اطاعت کریں اور پس پردہ نافرمانی' یہ نہیں ہوسکتا۔ حضرت عمرؓ نے اس مکان کو ذہن نشین فرمالیا اور صبح ہوتے ہی اپنے صاحبزادے حضرت عاصمؓ کی منگنی اس لڑکی سے کردی' اس لڑکی کی اولاد سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے۔" (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص:۷۸ بحوالہ اسلامی سیاست ص:۱۸۱)

امت کا اختلاف رحمت ہے:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

"جب منصور نے حج کیا اور امام مالکؒ سے درخواست کی کہ آپ اپنی مولفات مجھے دیجئے تاکہ میں ان کی نقلیں بلاد اسلامیہ میں شائع کردوں اور مسلمانوں کو حکم دوں کہ ان سے تجاوز نہ ہوں' تو آپ نے فرمایا کہ امیرالمومنین ایسا ہرگز نہ کیجئے' لوگوں کے پاس احادیث واقوال صحابہ پہنچے ہوئے ہیں' وہ ان پر عامل ہیں' ان کو اسی کے موافق عمل کرنے دیجئے' یہی منشا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ میری امت کا اختلاف رحمت کا سبب ہے اور یہی وہ کھلی رحمت ہے جو آنکھوں سے نظر آتی ہے' آج ہر امام کے نزدیک مختلف فیہ مسائل ہیں' دوسرے کے مذہب پر شرعی ضرورت کی وجہ سے فتویٰ دینا جائز ہے' لیکن اگر یہ اختلاف نہ ہوتا تو کسی ضرورت سے بھی اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ کو چھوڑنا جائز نہ ہوتا۔" (اختلاف الائمہ ص:۳۵)

☆☆..........☆☆

قادیانی خلیفہ یا گونگا مالی؟؟

قادیانی جماعت کے چوتھے چیف گرو مرزا طاہر قادیانی کے آنجہانی ہونے کے بعد قادیانی جماعت کا لاٹ پادری مرزا مسرور احمد قادیانی کو بنایا گیا۔ مرزا مسرور احمد قادیانی زرعی یونیورسٹی میں پڑھتا رہا۔ اسی مناسبت سے چناب نگر کے قادیانی اسے "مالی" کہتے ہیں۔ چونکہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی کوئی خاص دینی تعلیم نہیں ہے اور نہ ہی اسے بولنے کا طریقہ و سلیقہ آتا ہے اس لئے اس کو "گونگا" بھی کہتے ہیں۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کے چناب نگر میں قادیانی مخالف اسے "گونگا مالی" کہتے ہیں۔ "گونگا شیطان" کی پرانی اصطلاح تو جانی پہچانی تھی اب اس گونگے شیطان کو "گونگا مالی" بنانا یہ قادیانی خانہ ساز اصطلاحات کی فیکٹری کی تازہ ورائٹی ہے۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کے متعلق چناب نگر کے واقف قادیانیوں کا کہنا ہے کہ یہ پرلے درجہ کا مغرور، بدتمیز اور بدکردار انسان ہے کوئی ایسا انسانی عیب نہیں جو اس میں نہ پایا جاتا ہو بدکرداری میں وہ مرزا محمود قادیانی کا ظل اور بروز ہے۔ ظلی بروزی نبوت کے فیض کا اس نے قادیانی امت کے اطفال لجنہ میں انتقال تام کیا تو مزید "شہر سدوم' ربوہ کا پوپ، ربوہ کا مذہبی آمر، ربوہ کا راسپوٹین، تاریخ محمودیت، کمالات محمودیہ" کئی تصانیف پر مشتمل جنسی انارکی کا قادیانی لٹریچر تیار ہو جائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا فیض نجو ختانی' بھانو نامی خواتین کو کیا منتقل ہوا کہ چشمہ فیض ہی جاری ہو گیا' پوری قادیانیت اس کی فیض رسانی سے شاداب و تر و تازہ ہے۔ "تازہ پھل" پکنے سے قبل ہی بیوپاری حضرات کی نذر ہو جاتا ہے۔ مرزا محمود مرزا غلام احمد قادیانی کی انہی روایات کا علمبردار تھا اور مرزا مسرور احمد قادیانی' مرزا محمود قادیانی کا بروز ثانی ہے۔ اس

مولانا اللہ وسایا

گونگے مالی مرزا مسرور قادیانی کے برسر اقتدار آتے ہی اس کے بدکرتوتوں سے واقفیت کے باعث ہر قادیانی پریشان ہے۔ اس کے تن بدن پر لرزہ طاری ہے۔ قادیانیت کے گل میں شگاف پڑ رہے ہیں۔ مغربی جرمنی اور امریکہ کے سرکردہ قادیانیوں کا قادیانیت کو خیرباد کہنا اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ مرزا مسرور احمد قادیانی کیا آیا کہ قادیانیت کے لئے بھونچال لایا جو قادیانیت کے زوال کا باعث ہوگا' اس بھونچال و زلزال کا باعث کیا ہے؟ ذیل کے واقعہ سے اس پر کچھ روشنی پڑ سکے گی' اس سے شاید قادیانی فائدہ حاصل کر پائیں تو ان کا بھلا ہوگا۔

کیا مرزا مسرور احمد قادیانی اس واقعہ کی تردید کر سکتے ہیں؟

قادیانی صدر عمومی چناب نگر کا پچھتر لاکھ روپے کا فراڈ:

مبینہ طور پر معلوم ہوا ہے کہ چناب نگر قادیانی جماعت کا ناظم وقف جدید اللہ بخش صادق تھا۔ اس نے وقف جدید کے معلم نذیر احمد کو سندھ تھرپارکر، ننگر پارکر، میرپور میں قادیانی اسکیلوں سے جعلی بیعت فارم پر کر کے بھجوانے کے دھندہ پر لگا دیا' ان فارموں کی بنیاد پر اللہ بخش صادق وقف جدید چناب نگر کے فنڈ سے ان فرضی افراد کی امداد شو کر کے رقم اپنی جیب میں رکھ لیتا۔ معلم نذیر احمد قادیانی کے علاوہ وقف جدید میں دو تین اہلکار اس نے اپنے ہمنوا بنائے ہوئے تھے۔ ان کو تنخواہ کے علاوہ مزید جیب خرچی مل جاتی تھی۔ معلم نذیر احمد قادیانی خوبرو نوجوان تھا۔ اللہ بخش صادق قادیانی اور دوسرے اس کے ہمجولی' معلم نذیر احمد قادیانی کے چناب نگر آنے پر اس سے غیر فطری فعل کرتے تھے۔ معلم نذیر احمد قادیانی کا ان سے کسی امر پر بگاڑ ہو گیا۔ اس نے اللہ بخش صادق قادیانی کو دھمکی دی کہ فرضی امداد کے نام پر پچھتر لاکھ روپے تم نے قادیانی جماعت کے فنڈ سے خورد برد کئے ہیں۔ میں اس کا انکشاف کر کے تمہیں ذلیل کروں گا۔ اللہ بخش قادیانی کو جان کے لالے پڑ گئے۔ اس نے معلم نذیر احمد قادیانی کی منت خوشامد کر کے اسے گھر بھیج

دیا۔ سال بھر تنخواہ اس کے گھر بھجواتا رہا' جب دیکھا کہ سال گزر گیا ہے' معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے تو اس کی تنخواہ بند کر دی۔ معلم نذیر احمد قادیانی سندھ سے سفر کر کے چناب نگر آیا' اللہ بخش صادق قادیانی سے ملا اور تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ اللہ بخش صادق قادیانی ناظم وقف جدید نے اسے ڈرایا دھمکایا کہ کون سی تنخواہ؟ سال بھر مفت کی کھاتے رہے' جاؤ تمہارا جماعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر تم نے کہیں بھی زبان کھولی تو تمہارا نشان مٹا دیا جائے گا۔

قادیانی جماعت کا کوئی فرد پاکستان سے اپنے نام نہاد خلیفہ' چیف گرو' لاٹ پادری کو خط لکھے تو مقامی جماعت کے امیر کی تصدیق لازمی ہوتی ہے' پھر وہ خط چناب نگر جاتا ہے' سنسر ہونے کے بعد خلیفہ کو بھیجا جاتا ہے۔ لیکن معلم وقف جدید نذیر احمد قادیانی سندھی کا ایک تعلق دار برطانیہ میں مرزا طاہر قادیانی آنجہانی کا جاننے والا تھا۔ اس کی معرفت معلم نذیر احمد قادیانی نے پورے فراڈ کی کہانی لکھ کر مرزا طاہر قادیانی آنجہانی کو لندن بھجوا دی۔ مرزا طاہر قادیانی نے وہ خط چناب نگر پاکستان میں قادیانی جماعت کے امیر کو تحقیقات کے لئے بھجوایا۔ جب اللہ بخش صادق قادیانی کو پتہ چلا کہ معاملہ خراب ہو رہا ہے تو اس نے فوری طور پر بہانے سے معلم نذیر احمد قادیانی کو سندھ سے چناب نگر بلوایا' ترغیب و ترہیب دے کر قائل کرنا چاہا کہ کسی طرح اپنے خط کے جھوٹے ہونے کا اقرار نامہ لکھ دے۔

معلم نذیر احمد قادیانی اس پر تیار نہ ہوا تو اللہ بخش صادق نے نذیر احمد قادیانی کو جان سے مار دینے اور لاش غائب کر دینے کی دھمکیاں دے کر مرزا طاہر کے نام خط لکھوا لیا کہ میں نے پہلے خط میں اللہ بخش صادق ناظم وقف جدید کی جو شکایات کی تھیں وہ غلط تھیں۔ یہ تحریر لکھوا کر اللہ بخش صادق اور اس کے ہم جولی مطمئن ہو گئے' لیکن معلم نذیر احمد نے گھر جا کر اپنے ذرائع سے مرزا طاہر قادیانی کو ساری صورتحال لکھ دی کہ مجھ سے گن پوائنٹ پر دستخط لئے گئے ہیں' لیکن میں اپنے پہلے بیان پر قائم ہوں کہ اللہ بخش صادق نے واقعی پچھتر لاکھ کا فراڈ ہے۔

مرزا طاہر نے انکوائری کرائی' جرم ثابت ہونے اور فراڈ کے ذریعہ قادیانی جماعت کو پچھتر لاکھ روپے کا ٹیکہ لگانے کے جرم کی پاداش میں اللہ بخش صادق کو اس کے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا۔ مرزا طاہر کے زمانہ میں وہ معافی تلافی کے لئے کوشاں رہا' لیکن مرزا طاہر قادیانی نہ مانا' اب مرزا مسرور احمد قادیانی کے گرو بنتے ہی اللہ بخش صادق قادیانی دوبارہ کوشش کر کے چناب نگر میں قادیانی جماعت کا صدر عمومی بن گیا ہے۔

کیا مرزا مسرور احمد قادیانی چیف گرو اس کی تردید کر سکتا ہے؟ نہیں کر سکتا۔ ہرگز نہیں کر سکتا۔ تو پھر اے کاش! قادیانی جماعت سے وابستہ افراد سوچیں کہ ان کے چندوں کے ساتھ کیا دھندہ کیا جا رہا ہے؟ یہ اللہ بخش صادق قادیانی ہے' اگر ''صادق'' کا یہ حال ہے تو ''کاذب'' (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا کیا حال ہوگا؟ قادیانی عوام سوچیں کہ قادیانی قیادت کس طرح آپ کے ایمان' مال' آبرو کے در پے آزار ہے۔ پچھتر لاکھ روپے کے فراڈ کا مرتکب صدر عمومی بن بیٹھا ہے۔ وقف جدید کے نوجوان اور خوبرو معلم نذیر احمد قادیانی سے اس وحشیانہ سلوک کا عادی مجرم جناب گرگ قادیانی عوام کی آبرو سے کس طرح کھیلتا ہوگا؟

سوچئے شاید ہدایت کا ساماں ہو جائے۔

وماذالک علی اللہ بعزیز۔

☆☆..........☆☆

یاد رکھو

☆...... اے محو لباس کے حریص قبر کو یاد رکھ' اے محو مکان کے شیدائی قبر کا گڑھا مت بھول اور اے محو غذا کے دلدادہ کیڑے اور کوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔

☆......انصاف راحت ہے' صحت بضاعت ہے' کاہلی اضاعت ہے' راستی امانت ہے' علم کا دشمن تکبر' عقل کا دشمن غصہ' صبر کا دشمن لالچ ہے۔

☆......دولت بمقابلہ عزت' شوکت بمقابلہ حکمت' سلطنت بمقابلہ عبادت' صورت بمقابلہ سیرت' شجاعت بمقابلہ سخاوت ہیچ ہے۔

(مرسلہ: قاری جنید احمد صدیقی)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز

گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز

دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر' کراچی

قادیانی عقائد ایک نظر میں

مرزا غلام احمد قادیانی نے درج ذیل دعوے کئے جو قادیانیوں کے عقائد کا بنیادی جزو ہیں۔ ذرا انہیں پڑھئے اور توہین رسالت کا ارتکاب کرنے والے اس بدبخت کی ناپاک جسارت دیکھئے:

مستقل صاحب شریعت نبی اور رسول:

ا:......"قل یاایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ای مرسل من الله۔"

ترجمہ: "اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔" (اشتہار معیار الاخیار ص ۳ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰ منقول از تذکرہ ص ۳۵۲ طبع سوم)

۲:...... "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً۔"

ترجمہ: "ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱ درروحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵)

۳:......"اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام: "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم ذالك ازکی لھم" یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تیئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ" یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفا احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۶ درروحانی خزائن ص ۴۳۵، ۴۳۶ ج ۱۷)

۴:......"یٰس انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم۔" (اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر)۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷ در روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰)

۵:......"فکلمنی و نادانی و قال انی مرسلك الی قوم مفسدین و انی جاعلك للناس اماما و انی مستخلفك اکراماً کما جرت سنتی فی الاولین۔" (انجام آتھم ص ۷۹ درروحانی خزائن ج ۱۱ ص ۷۹)

"ھوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی

الــدیــن کـلـہ"۔ (اعجاز احمدی ص ۷ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔" (انجام آتھم ص ۶۲ در روحانی خزائن ص ۶۲ ج ۱۱)

وحی کا دعویٰ اور اپنی وحی کو قرآن کی طرح قرار دینا:

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر، اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲۲۰ خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۲)

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطاء
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاہا ہمیں است ایمانم
بخدا ہست ایں کلام مجید
از دہان خدائے پاک و وحید
و آن یقین کلیم بر تورات
آن یقین ہائے سید سادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"

ترجمہ: "جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں، قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے جو یقین عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وحی پر، موسیٰ علیہ السلام کو تورات پر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید پر تھا، میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔" (نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ص ۴۷۷ ج ۱۸، از مرزا قادیانی) -

۳: ......"تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ص ۱۴۰ ج ۱۹)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔" (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ص ۲۳۳ ج ۱۸ از مرزا قادیانی)

"خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے...... مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں، وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲)

"اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا، اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہورہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلاسکتا۔" (کشتی نوح ص ۵۶ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۶۰)

"خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کردیں، اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۵ روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین:

’’میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ”و آخرین منھم لما یلحقوا بھم“ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام ”محمد“ اور ”احمد“ رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا، کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸ خزائن ص۲۱۲ ج۱۸)

’’اس نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱ خزائن ص۱۸۳ ج۱۹)

’’مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں، یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں، کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا ہے، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں، اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں (یعنی مرزا) ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۳ خزائن ص۴۴۵،۴۴۶ ج۱۷)

’’اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا، یہاں تک کہ میرا (یعنی مرزا کا) وجود اس کا (یعنی آنحضرت کا) وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی: ”آخرین منھم“ کے لفظ کے بھی ہیں۔ جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱ خزائن ص۲۵۸،۲۵۹ ج۱۶)

”محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار“ اس وحی میں میرا (یعنی مرزا کا) نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۳ روحانی خزائن ص۲۰۷ ج۱۸)

امت محمدیہ کی تکفیر:

’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص۶۰۷ طبع سوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

’’کفر دو قسم پر ہے: اوّل یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا، دوم یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے، اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے، پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘ (حقیقۃ الوحی ص۱۷۹ خزائن ص۱۸۵ ج۲۲)

’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت ص۳۵، از مرزا محمود ابن مرزا قادیانی)

’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص۱۱۰ از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

☆☆......☆☆

حدود اور قصاص و دیت آرڈی نینس کو غیر اسلامی قرار دینے والے اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مفتی نظام الدین شامزی، مولانا سعید احمد جلال پوری، مولانا نذیر احمد تونسوی، مفتی محمد جمیل خان نے مولانا سعید احمد جلال پوری کے عشائیے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ دنوں سے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت مختلف تنظیمیں سیمیناروں، انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کے نام سے بیانات کے ذریعہ اسلامی قوانین خصوصاً حدود آرڈی نینس، قصاص و دیت آرڈی نینس، قانون شہادت اور توہین رسالت سے متعلق آئینی شقوں کو موضوع بحث بناتے ہوئے ان کو غیر اسلامی قرار دینے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کے خلاف قرار دے رہی ہیں حالانکہ بیانات دینے والے افراد اسلام کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ شریعت اسلامیہ نے انسانی حقوق کے تحفظ، اقلیتوں کی جان و مال کی حفاظت اور خواتین کو مردوں یا ظالم افراد سے تحفظ دلانے کیلئے یہ قوانین مرتب کئے ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ جن ممالک میں جس دور میں بھی یہ قوانین نافذ رہے خواتین کو نہ صرف یہ کہ تحفظ حاصل ہوا بلکہ ان کو معاشرے میں بہترین مقام حاصل رہا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں ان قوانین کے نفاذ کے بعد نہ صرف اقلیتوں کے حقوق محفوظ ہوئے بلکہ تشدد کا راستہ بھی بند ہوا اور خواتین کے حقوق سے متعلق شکایات کا ازالہ بھی ہوا۔ پاکستان میں جہاں پر بھی خواتین پر مظالم ہو رہے ہیں ان میں وڈیرے یا نام نہاد پنچایتیں اور سردار اور چودھری شامل رہے ہیں۔ کسی ایک واقعہ میں بھی اسلامی قوانین کی آڑ میں خواتین کا استحصال نہیں کیا گیا۔ اس لئے ان قوانین کی تبدیلی کے بارے میں بات کرنا دراصل مغرب زدہ ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے۔ اگر امریکا اور مغرب کو ہم اسلامی قوانین میں مداخلت کا حق نہیں دیتے تو نام نہاد تنظیموں یا چند سستی شہرت کے حصول کے خواہاں لیڈروں کو کیسے اسلام اور اس کے قوانین کے بارے میں رائے زنی کا حق دیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے قادیانیوں سے متعلق قوانین کے خلاف پروپیگنڈے کی پرزور تردید کی اور کہا کہ قادیانیت سے متعلق ترامیم یا امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ آج تک کسی ایک قادیانی پر بھی جھوٹا مقدمہ دائر نہیں کیا گیا اور نہ ہی قادیانیوں پر مظالم کئے گئے ہیں بلکہ ان قوانین کے ذریعہ قادیانیوں کو شرپسند عناصر سے تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔

قارئین کرام اور تمام جماعتی احباب متوجہ ہوں

قارئین اور دیگر جماعتی احباب سے اپیل ہے کہ قادیانیوں کی شرانگیز سرگرمیوں اور ان کی ارتدادی تبلیغ کی اطلاع ملتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی دفتر کو اس سے آگاہ کریں تاکہ قادیانیوں کی اس فتنہ انگیزی کا بروقت سدباب کیا جاسکے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچایا جاسکے۔

اعلان برأت

میں عبدالرحیم ولد علی اکبر مالک "الحمدللہ پبلک اسکول" گواہان کے روبرو حلفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانتے ہوئے یہ بیان بذریعہ تحریر ہذا دیتا ہوں کہ میں راسخ العقیدہ مسلمان ہوں اور میری اہلیہ بھی پکی مسلمان ہے۔ ہمارا قادیانیوں کے کسی گروپ لاہوری یا قادیانیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے، ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے تمام پیروکار کافر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس سلسلہ میں میرا اگر کبھی بھی قادیانیوں سے کوئی تعلق ثابت ہوجائے تو میں ہر سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں۔ اس تحریر کے بعد میرے متعلق اگر کسی کے ذہن میں کوئی شک وشبہ ہے تو تحریر ہذا سے دور ہوجانا چاہئے۔ اس کے بعد اگر میرے خلاف قادیانی ہونے کا کوئی غلط پروپیگنڈہ ہوا تو میں متعلقہ شخص کے خلاف قانونی کارروائی کا مجاز ہوں گا۔ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کو پھر یقین دلاتا ہوں کہ میں پکا سچا مسلمان ہوں۔

REGD. NO. SS-160

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ ☆ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

☆ تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ ☆ اندرون وبیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروفِ عمل ہیں۔

☆ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیرِ اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

☆ چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردِ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروفِ عمل ہیں۔

☆ ملک بھر میں اہلِ اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

☆ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

☆ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ ☆ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیّر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

☆ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

حضرت سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
مرکزی ناظم اعلیٰ

ترسیل زر کے لئے مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122، Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340